REGD L No 2595
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

THE
NOOR
QADIAN (PUNJAB)

نور

اللہ اکبر
یہدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہی

مقاصد
(۱) اسلام کی خوبیوں او...
کرنا اور دیگر مذاہب پر اس...
(۲) سکھوں اور آریوں میں...
کے اہم فرائض کو ادا کر...
(۳) دیگر مذاہب کی حملوں کا...
(۴) راعی اور رعایا کی تعلقات کو ... ہو ... کرنا

ضوابط
چندہ سالانہ عوام سے تین روپے
〃 ششماہی 〃 ایک روپیہ بارہ آنہ
〃 سالانہ سرپرستوں سے - دس روپے
〃 امراء سے - پانچ روپے
〃 غیر ممالک سے - ۸ شلنگ

جلد ۲ | اخبار نور - قادیاں ۱۷ر جنوری ۱۹۳۰ء مطابق ۱۶ شعبان ۱۳۴۸ھ | نمبر ۵

KHILAFAT LIBRARY

بعض ضروری باتیں

سکھ مسلم اتحاد - یہ میرا گذشتہ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ کا لیکچر ہے جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا اب یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر مسلمہ کتب سکھ دھرم یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو صرف مسلمانوں سے ہی ۲۰ر دسمبر کا اہلحدیث اس رسالہ کے متعلق لکھتا ہے کہ :-

" قادیان میں ایک صاحب شیخ محمد یوسف (سابق سورن سنگھ) ہیں، آپکو سکھوں کے لٹریچر سے کافی واقفیت ہے اس رسالہ (سکھ مسلم اتحاد) میں آپ نے بتایا ہے کہ سکھ دہرم اسلام کے بہت قریب ہے، اس لئے سکھ مسلم اتحاد ہو سکتا ہے قیمت کاغذ اعلیٰ ۸ر ادنی ۶ر "

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت تک سوائے سید کشفی شاہ صاحب نظامی کے اور کسی صاحب نے اس مفید رسالہ کو خرید کر سکھوں میں تبلیغ کے لئے تقسیم کرنیکا خیال نہیں کیا، حالانکہ موجودہ ہوا کا رُخ اس امر کا بزور تقاضہ کرتا ہے کہ اس رسالہ کو بکثرت سکھوں میں مفت تقسیم کیا جائے، اور اگر ایسا ہو تو سکھوں کی ذہنیت چند مہینوں میں ہی تبدیل ہو سکتی ہے،

گائے اور سکھ دھرم - یہ امر واقعہ ہے کہ ہندوؤں کے ہاں سب سے بڑا بت گائے ہے اور یہ بات اس سے بھی زیادہ صحیح ہے کہ سکھ مذہب میں گائے کیلئے کوئی جگہ نہیں، سکھ دہرم کے نقطہ خیال سے جیسی گائے ویسی بکری، مگر ہندوؤں کے تمدن کے زیادہ زیر اثر اور پھر اپنے مذہب سے ناواقفیت کی وجہ سے بعض نہیں بلکہ اکثر سکھ ایک ہندو کی طرح ہی گائے کے پوجاری ہیں، دور کیوں جاؤ، گذشتہ سال جو قادیان میں سکھوں کی طرف سے گائے کے متعلق افسوس ناک ہنگامہ برپا ہوا اور جس کے اثرات ابھی تک چل رہے ہیں اور خدا جانے ابھی کب تک چلیں، یہ سب گائے کے متعلق اپنے مذہب سے سکھوں کی عدم واقفیت کا ہی تو نتیجہ ہے، ان تکلیف دہ اثرات سے ہی متاثر ہو کر میں نے سکھ دھرم اور گائے کے عنوان سے ۳ر اکتوبر کے اخبار نور میں ایک مبسوط مضمون لکھا جس میں سکھ دہرم کی رو سے بصراحت ثابت کیا کہ سکھوں کو گائے سے کوئی تعلق نہیں، یہ مضمون مقبول ہوا، اور بعض دوستوں کے اصرار پر اسے ٹریکٹ کی صورت میں چھاپا گیا، اور قیمت بھی قریباً اصل یعنی ۶ر سینکڑہ رکھی گئی تاکہ وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت ہو سکے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت ہی کم دوستوں نے اس مفید ٹریکٹ کی خریداری کے متعلق توجہ کی، حالانکہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے اس سوال کے متعلق سکھوں کی طرف سے کسی ہنگامہ کا اعادہ نہ ہو تو اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ ایسے ٹریکٹوں کی سکھوں میں بکثرت اشاعت ہو۔

غیر ممالک کے خریداروں کو اطلاع - ہندوستان میں تو اخبار کی قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی بھیجے جاتے ہیں، مگر غیر ممالک میں وی پی کا رواج نہیں، ان کی قیمت کی وصولی ان کی توجہ پر منحصر ہوتی ہے، خیال آیا تو بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے بھیج دی ورنہ خیر، نور کے قریباً ۲۴ غیر ممالک کے خریدار ہیں، ان میں سے صرف دو کی قیمت وصول ہے باقی دوست براہ کرم بدیدن اطلاع ہذا اپنی قیمتیں جلد بھیج دیں میں زیادہ سے زیادہ اخیر مارچ تک انتظار کروں گا ورنہ اس کے بعد مجبوراً ایسے دوستوں کے نام سے اخبار بند کر دیا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطرہ کی گھنٹی

آؤ کام کریں

KHILAFAT LIBRARY

میں نے ۱۷ر دسمبر کے اخبار نور میں لکھا تھا کہ آئندہ پرچہ میں "آؤ کام کریں" کے عنوان کے تحت ایک مفید مضمون درج اخبار ہوگا، اور اگر مسلمانوں نے اس پہ توجہ کی اور اسے عملی جامہ پہنا دیا تو اس سے پنجاب میں اسلام کی شان بہت بلند ہوسکتی ہے چنانچہ آج میں یہ مضمون درج اخبار کر کے اپنے وعدہ سے سبکدوش ہوتا ہوں،

کہنے کو پنجاب میں مسلمان ۵۶ فیصدی ہیں، مگر امر واقعہ یہ ہے، کہ پنجاب میں مسلمانوں کے سیاسی حقوق تو الگ رہے مذہبی حقوق بھی محفوظ نہیں ہیں، دور کیوں جاؤ ذرا پنجاب کے ان دیہاتوں پر نظر ڈالو، جہاں مسلمان کم اور سکھ زیادہ ہیں، وہاں اور تو اور مسلمانوں کو اونچی آواز سے اذان دینے کا بھی حق نہیں ہے، جس سے اسلام کی شان اور اس کے تبلیغی پہلو کو ناقابل تلافی نقصان پہونچ رہا ہے اور ان دیہاتوں کے رہنے والے مسلمانوں کی ملی غیرت آہستہ آہستہ مسخ ہو رہی ہے اور کئی ایک تو فتح محمدؐ سے فتح سنگھ بن چکے ہیں، اور اللہ رکھی سے رام رکھی تو ان گنت ہو چکی ہیں، جن کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہوگی اور جبتک ہم ایسے دیہاتوں میں اذان کے متعلق مذہبی حق کو حاصل نہ کریں گے، پنجاب میں اسلام کی شان بلند نہیں ہوسکتی اور اس ضروری پہلو سے آنکھیں بند کرنے اور بے حس بننے کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے اور ہوگا، کہ سکھ دیہاتوں میں اسلام کی شان ملیامیٹ ہو جائے گی، اب رہا یہ سوال کہ ہم ایسے دیہات میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو کس طرح حاصل کر سکتے ہیں، سو میں چند ایک مفید تجاویز آپ کے سامنے رکھتا ہوں آج کے سکھ اور آج سے تیس سال قبل کے سکھ کی حیثیت میں بحیثیت مجموعی بہت فرق ہے مذہبی نقطہ خیال سے آج کا تعلیم یافتہ سکھ آج سے تیس سال قبل کے تعلیم یافتہ سکھ سے بہت مختلف ہے اور وہ مذہب کے معاملہ میں نسبتاً زیادہ روادار ہے،

مگر دنیا میں کامیاب ہونے کے لئے پہلا گر یہ ہے کہ اوروں کا حق دو اور اپنا حق لو، جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں سکھوں کے جھٹکہ کے متعلق بھی روکیں ہیں اگرچہ بہت کم مگر جہاں بھی ہو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ سکھوں کو اس معاملہ میں کھلی اجازت دیں کہ سکھ اگر چاہیں تو اپنے اس مذہبی حق سے بلا روک ٹوک فائدہ اٹھا سکیں، اور اس کے مقابلہ میں جہاں اذان بند ہے ہم اپنا حق لیں، اور اس کے لئے ہمیں اس طرح قدم اٹھانا چاہئے۔

(۱) اذان کا گورمکھی ترجمہ کر کے سکھوں میں بکثرت تقسیم کریں تاکہ سکھ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکیں کہ اذان کیا ہے خدا کی عبادت کی طرف بلاوا، گورمکھی زبان میں بحروف اردو ذرا اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

"کرتار سب تھوں وڈا ہے میں گواہی دیناہاں
کہ پرماتما تھیں بنا اور کوئی پوجنے یوگ نہیں،
میں گواہی دیناہاں کہ شری جگت گورو محمدؐ جی مہاراج
ست کرتار دے بھیجے ہوئے ہن، بھگوان دی
بھگتی واسطے آؤ آؤ سپھلتا پاؤ، کرتار سب
تھیں وڈا ہے، اس واہگرو تھیں بنا ہور کوئی
پوجنے یوگ نہیں،،

میں نہیں سمجھتا کہ کوئی معقول پسند سکھ — اس پیغام توحید کی برخلافی کر سکے صرف ضرورت ان کو آگاہ کرنے کی ہے اول تو مجھے امید ہے کہ اذان کے گورمکھی ترجمہ کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہی بہت حد تک غلط فہمیاں دور کر کے ہمارا راستہ صاف کر دے گی۔

اور اگر اس سے کچھ کسر باقی رہ جائے تو دوسری تجویز یہ ہے کہ ہم سکھ شرومنی کمیٹی کے نمائندوں کو اپنے ساتھ لیکر ایسے سکھ دیہات کا دورہ کریں اور ان سے یہ کہیں کہ جہاں جھٹکہ کی روک ہے ہم آپ کا ساتھ دیتے ہیں اور جہاں اذان کی روک ہو آپ ہمارا ساتھ دیں، شرومنی کمیٹی کو طرفۃ العین کیلئے بھی اس معقول مطالبہ سے عذر نہ ہوگا۔ اور ہم تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ایسے دیہاتوں سے اذان کے متعلق بندش اٹھا سکینگے، اور یقیناً اس دوسری تجویز پر عمل کر کے ہم سو فیصدی فائدہ میں رہیں گے اور اگر اس سے کچھ کسر باقی رہ جائے تو پھر تیسری تجویز یہ ہو مگر یہ آخری قدم ہوگا۔ کہ ہم اس کے لئے جتھہ بندی کریں اور ایسے دیہاتوں میں والنٹیر جاکر اذانیں دیں، اول تو اگر ہم پوری جرات سے کام لیں گے تو کسی کو بھی ہماری مخالفت کی جرأت نہیں ہوگی اور اگر ہوگی تو وہ زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتی کیونکہ سب معقول پسند طبقہ کی ہمدردی خواہ وہ اپنے ہوں یا بیگانے ہمارے ساتھ ہوگی۔

یہ وہ تین تجاویز ہیں جن پر ہم عمل کر کے بہت جلد اسلام کے اس ضروری حق کو حاصل کر سکتے ہیں، اور اگر ہم نے اس سے آنکھیں بند کیں تو یقیناً آہستہ آہستہ ایسے دیہات سے اسلام رخصت ہو جائیگا، اور اسلام کے وقار کو وہ نقصان پہونچیگا جس کی تلافی مابعد بہت مشکل، اور یہ یقیناً ملکانہ ارتداد سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا کیوں کہ ایک کثرت رکھنے والا صوبہ قلت سے بدل جائیگا، اور پھر مذہبی نقطہ خیال سے جو نقصان پہونچ رہا ہے یا پہونچیگا، اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، لہذا میں نے بر وقت مسلمانوں کو اس ضروری امر کی طرف توجہ دلادی ہے۔ آگے عمل کرنا یا نہ کرنا انکا کام، مگر بصورت عدم توجہ جو نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں میں نے اس کے دونو پہلو آپ کے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔

شذرات

نئے سال کے خطابات:۔ نئے سال کے خطابات میں سے نور کے لئے قابل ذکر دو ہیں، (۱) جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی پلیڈر لاہور خان بہادری کے خطاب سے سرفراز ہوئے چشتی صاحب موصوف اڈیٹر نور کے خاص کرم فرما ہیں، اس لئے انکی عزت افزائی میں قدرتی طور پر مجھے خوشی ہے،

دوسرے بزرگ جناب خان بہادر چوہدری شہاب الدین صاحب

KHILAFAT LIBRARY

ہیں جو سمر کے خطاب سے سرفراز ہوئے ہیں، گو چوہدری صاحب سے مجھے زیادہ تعارف نہیں، ایک دفعہ مکرم خان بہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب کی وساطت سے ان کا شرف نیاز حاصل ہوا تھا، ان کے خطاب پر بھی اڈیٹر نور کو خوشی ہے لہذا میں ہر دو اصحاب کی خدمت میں خلوص دل سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں،

اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو حسنات دارین کا وارث بنائے۔

عیسائیوں کی ایک تبلیغی سوسائٹی کا کام۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی ۱۹۲۹ء کی رپورٹ شائع ہوگئی ہے اس میں لکھا ہے کہ گذشتہ سال میں صرف اس سوسائٹی نے ایک کروڑ اور دس لاکھ بائیبل کی کاپیاں دنیا کے مختلف ملکوں میں مختلف زبانوں میں تقسیم کیں۔

۱۸۰۴ء میں یہ سوسائٹی قائم کی گئی تھی، تب سے لے کر آج تک صرف اس سوسائٹی نے ۳۹۷۰۰۰۰۰ بائیبل کی کاپیاں دنیا میں تقسیم کیں۔ اور گذشتہ ۵ سال کے اندر ۵۲۰۰۰۰۰ کاپیاں اس نے فروخت کیں، اس کے علاوہ اور دوسری سوسائٹیوں نے کروڑوں بائیبل کی کاپیاں تقسیم کیں، اس وقت تک ۶۱۸ زبانوں میں بائیبل کا ترجمہ ہو چکا ہے اور دنیا میں اور کوئی دوسری کتاب نہیں ہے جس کی اتنی سالانہ فروخت ہوتی ہو جتنی کہ بائیبل کی ؟

اس کے مقابل ہمارا کام:۔ ہندوستان پر خاصی مدت مسلمانوں کی حکومت بھی رہی۔ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی بفضل خدا مسلمانوں میں صاحب ثروت اشخاص کی کمی نہیں ہے مگر سوائے دو چار زبانوں کے قرآن پاک کے تراجم اور کسی زبان میں نہیں ملتے اس کے لئے مسلمان بجا طور پر اللہ کریم کے حضور جواب دہ ہیں، کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے کلام کی کتنی اشاعت کی اور اس وقت تک کتنی زبانوں میں تراجم کئے۔ باوجود بے سروسامانی قدم قدم پر روکوں کے خدا کے فضل وکرم سے خاکسار اڈیٹر نور نے قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر لیا، اب ہندی ترجمہ شروع کیا ہے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کارخیر میں میرا حامی و ناصر ہو۔ اگر ہندوستان کے مسلمان اور تو اور ہندوستان کی السنہ میں بھی قرآن پاک کے تراجم شائع کر سکتے تو اس وقت ہندوستان کا مذہبی نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا۔

تبلیغ کا بے نظیر ذریعہ۔ تبلیغ کے بہت سے ذرائع ہیں، ان میں سے قرآن پاک کا ترجمہ سب سے بلند ہے دور کیوں جاؤ، اس وقت ہندوؤں وغیرہ کو بوجہ ناواقفیت کے قرآن پاک سے بدیہی اجنبیت ہے اور جب یہ لوگ قرآن پاک کے مقدس ترجمہ کو اپنی زبانوں میں پڑھینگے، تو یہ اس روحانی گیان سے بہترین رنگ میں مستفیض ہو سکیں گے اور ان کا تعصب اور اجنبیت دور ہو کر ایک گونہ وابستگی اور انس سے بدل جائیگا۔ اس لئے اگر ہم ہندوستان میں اسلام کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں، تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ ہم جلد سے جلد فرقان حمید کے تراجم ہندوستان کی مخصوص زبانوں میں شائع کردیں۔

عورت اور ہندو شاستر۔ آل انڈیا آریہ مہلا کانفرنس منعقدہ گورودت بھون لاہور استقبالیہ کمیٹی کی صدر شریمتی پورن دیوی نے اپنی تقریر میں ۲۷ر دسمبر کو یہ کہا کہ

" میں حیران ہوتی ہوں کہ ہمارے دھرم شاستر نے بھی جان بوجھکر استری جاتی کو (عورتوں) اتنا نیچا کیوں رکھا۔۔۔۔۔۔ اور مردوں کے اندر یہ بات بڑھتی ہی چلی آئی کہ استری (عورت) کا اعتبار نہ کرو اس کی ہمیشہ تاڑنا کرو۔

تلسی داس جی مہاراج جیسے بھگت نے بھی لکھ دیا کہ

ڈھول گنوار شوا اور ناری
یہ سب تاڑن کے ادھیکاری

مطلب ہے۔ ڈھول، گنوار، حیوان اور عورت کو تڑا تڑ پڑتی ہی رہیں تو یہ سیدھے رہتے ہیں"

عورت اور اسلام۔ یہ مذکورۃ الصدر اقتباس کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ برخلاف اس کے اسلام جو عورت کو آزادی دیتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے، لڑکوں کی طرح عورت اور لڑکی کا بھی جائداد سے حصہ مقرر ہے، اور تو اور عورت کو یہ بھی اختیار ہے کہ اگر کسی وجہ سے اس کی خاوند کے ساتھ ناموافقت ہو تو وہ علیحدہ ہو سکتی ہے۔ عورت کا حق مہر مقرر ہے جس کی ادائیگی خاوند پر فرض ہے، اسلام میں عورت کو گھر کی ملکہ تسلیم کیا گیا ہے۔

پردہ کی ضرورت۔ یہی شریمتی صاحبہ آگے چل کر اپنی تقریر میں فرماتی ہیں کہ:۔

" عورتوں کو راستہ چلنا مشکل ہے، مان (عزت) سے نہیں بری درشٹی (بری نظر) سے دیکھتے ہیں، چھوٹے چھوٹے تین پیسہ کے مزدور، یکہ بان اور دوکاندار معزز سے معزز عورت کو چلتے ہوئے پھٹکار دیتے ہیں"

کیا سوائے پردہ کے اس کا اور بھی کوئی علاج ہے، کہ جو ایسے مردوں کی بری درشٹی (بری نظر) کو روک سکے۔

اسلامی پردہ بڑی حکمت پر مبنی ہے جو لوگ بھی پردہ سے روگردانی کر رہے ہیں، انھیں اویر یا سویر پردہ کے سامنے سر جھکانا ہی پڑیگا، موجودہ بے پردگی کی برائیوں کے متعلق تو اب بھی آریہ سماج کے پنڈال سے آوازیں بلند ہونی شروع ہوگئی ہیں، وہ وقت قریب ہے جب بحیثیت مجموعی آریہ سماج موجودہ بے پردگی کے برخلاف جہاد شروع کرے گی۔

دکھی عورت اور ہندو شاستر۔ یہی شریمتی صاحبہ آگے چلکر فرماتی ہیں کہ:۔

" مجھے یہ ماننے سے انکار نہیں کہ بعض استریاں بھی استری جاتی کے نام کو بٹہ لگانے والی ہوتی ہیں وہ اپنے کلنک وہار (برے طریق) سے مردوں کا ناک میں دم رکھتی ہیں مگر دھرم شاستر اور قانون کی رو سے اس کا علاج موجود ہے جبکہ دکھی عورت کے واسطے دھرم شاستر اور قانون میں کوئی علاج نہیں رہا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندو شاستر کی رو سے بحالت تکلیف مرد عورت کو طلاق دے سکتا ہے مگر عورت بحالت دکھ مرد سے علیحدہ نہیں ہو سکتی، مگر اسلام میں یہ بات نہیں اسلام جہاں بوقت ضرورت مرد کو طلاق کی اجازت دیتا ہے وہاں عورت کو بھی یہ حق دیتا ہے کہ وہ بوقت ضرورت مرد سے علیحدہ ہو جائے،

طلاق اور ہندو شاستر۔ آریہ اخبارات آئے روز آواز بلند کرتے رہتے ہیں کہ اسلام میں طلاق کی اجازت ہے مگر ویدک دھرم میں یہ سمبندھ (تعلق) اٹٹ (نہ ٹوٹنے والا) ہے اس لئے ہندو دھرم میں اس کی اجازت نہیں، مگر مذکورۃ الصدر سطور میں شریمتی موصوفہ نے اس امر کا صاف الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ مرد بوقت ضرورت عورت سے الگ ہو سکتا ہے، مگر عورت ایسا نہیں کر سکتی کیا وہ آریہ

KHILAFAT LIBRARY

سماجی اخبارات جو آئے روز یہ شور مچاکر کان بہرے کرتے رہتے ہیں کہ ویدک دھرم میں طلاق ناجائز ہے وہ ذرا ان سطور پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔

کیا ایسا بھی؟ یہی شریمتی صاحبہ اپنی اس سپیچ میں آگے جاکر فرماتی ہیں کہ :-

پتا نے ہاتھ پکڑ کر دوسرے کے حوالے کردیا، وہاں بھی جاکر دھکے ہی کھائے اسکو بھی ادھیکار (حق) ہے جہاں چاہے وکیل وسے، پھر تھہ پردان کردے تو بھی اسکی مرضی"

جن الفاظ کو ہم نے جلی کردیا ہے وہ خصوصیت سے قابل غور ہیں، جس مذہب میں انسان عورت کو دان (خیرات) میں دے سکتا ہے، میں کہونگا کہ جس مذہب کے پیرو عورتوں کی انتہائی تذلیل سے کام لیتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں عورتوں کا جذبہ جس قدر بھی تیز ہو کم ہے، کیا آریہ پریس جو اپنے گریبان میں منہہ ڈالنے کی بجائے اسلام کے منہ آنے میں زیادہ جوشیلا ہے وہ اس مذموم رسم کے برخلاف بھی زوردار آواز بلند کرے گا۔

کثرت ازدواج - ہندو پریس آئے روز مسلمانوں کا منہ چڑاتا رہتا ہے، کہ مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کرکے عورت ذات کی تحقیر کرتے ہیں، مگر وہ اس کے مقابلہ میں ذرا شریمتی مذکور کی رائے ملاحظہ کریں، آپ اپنی تقریر میں آگے چلکر کہتی ہیں کہ :-

" بنگال میں کلین (اعلیٰ) برہمن روپیہ لیکر کئی کئی عورتوں سے شادی کرتے اور پھر ان کو ان کے میکے ہی میں چھوڑ دیتے ہیں"

مگر اسلام میں یہ بات نہیں، اسلام بعض حالات میں مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت تو دیتا ہے مگر حکم نہیں اور پھر مرد کا فرض ہے کہ وہ حسب حیثیت عورت کو حق مہر ادا کرے، عورت سے روپیہ لینے کا تو کبھی خواب میں بھی خیال نہیں پیدا ہو سکتا۔

پردہ اور پنجابی عورتیں - یہی شریمتی صاحبہ اپنی تقریر میں آگے چلکر فرماتی ہیں کہ :-

" پنجاب میں یہ بہت بڑا ہورہا ہے کہ پردہ مٹانے کے ساتھ شوقینی بڑھتی جاتی ہے، لڑکیوں پر فیشن سوار ہو رہا ہے، آنکھ کا پردہ بھی ان میں نہیں رہا وہ ایسے فیشن میں باہر نکلتی ہیں کہ خواہ مخواہ ہر ایک کی نظر ان پر پڑتی ہے"

کیا آنکھ کا پردہ اور دوسروں سے بری نظر سے بچنے کا ذریعہ سوائے اسلامی پردہ کے کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟

بے پردی کے نتائج - یہی شریمتی آگے چلکر کہتی ہیں کہ:

" جو استریاں (عورتیں) کسی پرش کے برے خیال سے چھو جانے سے بھی جان پر کھیل جاتی تھیں اب وہ دوسرے پرشوں کے ساتھ ناچتی ہیں"

یہ سب بے پردگی کے نتائج ہیں، اگر اب بھی ہم ان حالات پر قابو پانا چاہتے ہیں تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ ہندو دوست عورتوں میں پردہ کو رائج کریں۔

نکاح بیوگان - یہی صاحبہ اپنی تقریر میں آگے چل کر کہتی ہیں کہ :-

" انصاف چاہتا ہے، دونوں کے واسطے نیم (اصول) ایک ہی ہونا چاہیئے، پرش (مرد) جب تک چاہیں بلا روک ٹوک چھاتی ٹھونک کر جب کنواری لڑکیوں کے ساتھ شادیاں کرتے جاتے ہیں تو جو بیچاری کنیائیں (عورتیں) چھوٹی عمر میں ہی ودھوا ہو چکی ہیں، ان کی شادی کردینے میں کیا دوش ہے"

بات بہت معقول ہے مگر اس شق میں ہندو شاستر نامکمل ہے وہ عورت کو کسی صورت میں نکاح ثانی کی اجازت نہیں دیتا، ہاں اسلام کی شریعت مکمل ہے وہ جسطرح مرد کے لئے روک نہیں پیدا کرتی اسی طرح عورت کو بھی آزادی ہے، اور اب جو آریہ سماج نکاح بیوگان پر زور دے رہی ہے، یہ اسلامی صداقت اور اسلامی شریعت کے مکمل ہونے پر اپنی گواہی دے رہی ہے۔

عورتوں کی وراثت - ۲۷ر دسمبر کو جو ہندو عورتوں کی کانفرنس زیر صدارت شریمتی رکمنی بی جی گوردت بھون لاہور میں ہوئی، اس میں یہ رزولیوشن پاس کیا گیا، کہ موجودہ قانون کے رو سے عورتوں کا نہ تو باپ کی اور نہ ہی خاوند کی جائداد میں کوئی حصہ تسلیم کیا گیا ہے، جو عورتوں کے لئے بہت ہی تکلیف کا موجب ہے اس لئے یہ جلسہ اسمبلی کے ممبروں سے درخواست کرتا ہے کہ باپ اور خاوند کی جائداد میں عورتوں کا حصہ مقرر کیا جائے۔

انصاف کون کرتا ہے؟ وید یا قرآن - ہندو عورتوں کا مذکورۃ الصدر رزولیوشن ہمدردی کے قابل ہے ضرورت ہے کہ جلد سے جلد ہندو لوگ ان کی وراثت کے متعلق عملی قدم اٹھائیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہندو صاحبان چنداں قابل گرفت نہیں، کیونکہ خود وید اور شاستروں نے بھی عورت کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب سے تاریخ پتہ دیتی ہے کوئی ہندو عورت حکمران نہیں ہو سکی، برخلاف اس کے اسلام باپ اور خاوند دونوں کی جائیدادوں سے عورت کا حصہ دلواتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو مسلم تاریخ میں کئی ایک مسلم خواتین بر سر حکومت نظر آئیں گی۔

ریویوز - کلنڈر ۱۹۳۰ء کتاب گھر قادیان نے نہایت خوبصورت سہ رنگا جس میں انگریزی اور اسلامی تاریخیں ساتھ ساتھ ہیں اور پھر قرآن مجید کی آیات اور احادیث سے مزین ہے ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر مذکورۃ الصدر پتہ سے طلب کریں، کیلنڈر دین محمدی، نہایت خوشنما، چار رنگ قیمت صرف دو آنے، ڈائری سنہ ۳۰ء، جلد پارچہ بحروف سنہری قیمت صرف چار آنے، میرا خیال ہے کہ ۴ر تو صرف جلد کی قیمت ہی ہوگی، آفتاب عالم جنتری ٹائیٹل نہایت خوبصورت قیمت صرف ۴ر، اگر آپ ہر سہ اشیاء کیلئے ۸ر کے ٹکٹ بھیجدیں گے تو آپکو صرف ۸ر میں یہ اشیاء پہونچ جائیں گی ملنے کا پتہ ملک دین محمد صاحب، کتب فروش، کشمیری بازار، لاہور

قادیان میں رہائش کے خواہشمند غور سے پڑھیں - جناب میرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے پاس ایک کنال زمین اور اندرون شہر باموقع ایک عمدہ مکان اور ایک سفید ٹکڑا زمین قابل فروخت ہے، خواہشمند احباب بذریعہ خط وکتابت معرفت منیجر اخبار نور معاملہ طے کریں۔

آپ کے فائدہ کے لئے

اس اخبار کے ساتھ جو رسالہ بہ عنوان **"آنکھوں کا نور اور دل کا سرور"** آپکی خدمت میں ارسال کیا گیا ہے اسے آپ شروع سے آخر تک ملاحظہ فرمادیں، اسکے پڑھنے سے آپکو بہت فائدہ ہوگا، منیجر نور

KHILAFAT LIBRARY

روزہ کا فلسفہ

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

روزہ کے معنی ۔ روزہ (فارسی) فاسٹ (انگریزی) بِرت (ہندی) صوم (عربی) ہم معنی الفاظ ہیں۔ جن کے لغوی معنے رُکنے اور اجتناب کرنے کے ہیں مذہبی اصطلاح میں مراد یہ ہے کہ خوراک یا کسی خاص قسم کی خوراک سے معینہ اوقات میں بطیب خاطر پرہیز کیا جائے تاکہ نفس کشی یعنی دل کی پاکیزگی حاصل ہو۔

روزہ کی قدامت و وسعت ۔ مذہبی تاریخ میں روزہ کا وجود عام اور وسیع ہے، قریب قریب سب تاریخی زمانوں اور کل مذاہب میں روزہ پایا جاتا ہے۔ کم وبیش کل مہذب اقوام خاص کر اقوام میں جب سے تاریخ شروع ہوئی ہے۔ روزہ ایک مسلمہ رسم تھی، ایرانیوں میں اس کی عزت تھی، آرمینیا۔ کردستان، ایشیائے کوچک اور فلسطین میں یہ رسم پائی جاتی تھی، اہل فارس چینی ہندو اس رسم کو غیر معمولی سختی سے برتتے تھے مصر میں بہت کم ہونے پر بھی کچھ عرصہ تک روزہ رکھنا ضروری تھا،

سیام میں ہر مہتم بالشان کام سے پہلے روزے رکھے جاتے تھے جاوہ میں روزہ موجود ہے، تبت میں روزہ موجود ہے قدیم یونان میں بھی روزے رکھے جاتے تھے، اور قدیم روما میں بھی روزہ کی رسم موجود تھی، نینوا والے بھی کبھی کبھی روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ اپنے جانوروں کو بھی فاقہ کراتے تھے " (چیمبرز انسائیکلوپیڈیا)

روزہ کا پرانی سے پرانی تاریخی اقوام میں پتہ چلتا ہے شام میں جب سے مذہب یہود قائم ہوا۔ روزہ کا رواج رہا ہمسایہ قوموں مصر، فونیشیا، نینوا میں بھی روزہ رکھتے تھے مشہور مورخ ہیروڈوٹس صحرا افریقہ میں بھی اس کا رواج بتاتا ہے۔ بقول پورفوری مصری ہمیشہ کئی دن اور بعض اوقات کئی ہفتے روزے رکھتے تھے یونان میں روزہ کی پابندی بڑی سختی سے کی گئی تھی، روم میں بھی روزہ رکھا جاتا تھا پیروان فیثاغورث چالیس دن کے روزے رکھتے تھے مشرق کے براہمن بھی روزہ رکھنے میں مشہور ہیں مسلمانوں کے درویشوں کی ریاضت بھی تعجب خیز ہے۔

یہودی روزہ رکھنے میں مبالغہ کرتے تھے اور نہایت سختی سے کام لیتے تھے "

مختلف قوموں کے روزوں کا مجمل تذکرہ (انسائیکلوپیڈیا برٹینکا)

" پارسی " پارسیوں میں باعتبار ایام ہر ماہ میں چار دن روزہ رکھنے کے ہیں۔ اور ان کا گیارہواں مہینہ بھی اسی مطلب کیلئے ہے عام مفہوم صرف یہ ہے کہ پرندہ، چوپایہ کے گوشت سے پرہیز کیا جائے، مچھلی انڈا وغیرہ جائز ہے، البتہ پیشوا اور متوغلین مذہب گھی اور مکھن تک نہیں کھاتے صرف نباتات پر ہی بسر کرتے ہیں کیونکہ زرتشتی مذہب میں بالکل کسی چیز کا بھی نہ کھایا جانا گناہ ہے۔

ہنود کے روزے ۔ برہمنی مذہب میں مہینے کی دونوں اکادشیوں میں وشنومت والوں کے یہاں اور ہر مہینے کو ہر تیرس کو شیومت والوں کے یہاں روزے رکھے جاتے ہیں بعض اکادشیوں کے روزے ضروری ہیں۔ اور بعض کم ضروری ہیں گنیش جی کا روزہ ہر مہینے کی چوتھ کو ہوتا ہے، مگر چار اکادشیوں کی طرح چوتھیں بڑی بڑی اور اہم ہیں، رام نومی نرسنگھ چودس بھادوں کی تاسئیں مہالکشمی نودرگا کے علاوہ اور روزے ہیں، پھل اور دودھ کے مرکبات جائز ہیں۔

یہود کے روزے ۔ موجودہ یہودی مذہب میں مختلف اوقات میں ۲۸ روزے ضروری ہیں، اس مذہب میں بعض روزوں میں ہر قسم کی ہر ایک غذا سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اور بعض میں صرف گوشت وغیرہ سے۔

عیسائی ۔ " عیسائیوں میں روزوں کا مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن عملاً قریب قریب سب عیسائیوں میں روزہ کا حکم ہے الا مختلف فرقوں میں تعین ایام میں اختلاف ہے۔ سب سے زیادہ یونانی کلیسا میں ہیں اس کے بعد رومن کیتھولک کا درجہ ہے پراٹسٹنٹ میں سے انگلش چرچ میں سب سے زائد ہیں۔ باعتبار اجتناب کے عیسائیوں میں بعض روزوں میں گوشت کھا سکتے ہیں بعض میں ہرگز نہیں، انگلش چرچ میں روزہ برائے نام ہے رکھنے نہ رکھنے کے بارہ میں ہدائتیں خاموش ہیں جس شخص کے نزدیک جو ناپسندیدہ ہو۔ اس کے نہ کھانے کا نام روزہ ہے اس کا انتخاب بھی ہر ایک کی مرضی پر ہے۔ غرض چرچ آف انگلینڈ میں کوئی خاص قاعدہ روزہ رکھنے کے متعلق نہیں ہے۔ ہر شخص پر اس کا تصفیہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ مگر تاریخ سے ظاہر ہے بعض عیسائی بہت عرصہ تک خوراک سے پرہیز کرتے تھے بعض صرف غذا سے۔

انبیاء و حکماء کے روزے ۔ انبیاء علیہم السلام بہت روزے رکھا کرتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ مشہور ہے حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت دانیالؑ، حضرت الیاسؑ کے روزوں کا ذکر بائبل میں موجود ہے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کی کثرت کا حال کتب احادیث میں بخوبی بیان کیا گیا ہے۔ روزہ کو تمام انبیاء ضروری اور مفید جانتے تھے حکماء بھی عملی رنگ میں روزہ کی اہمیت اور عظمت کے قائل رہے ہیں جیسا کہ حکیم فیثاغورث کی روشن مثال سے ظاہر ہے۔

روزہ کی ابتداء ۔ جیسا کہ اکثر چیزوں کی ابتداء معلوم کرنا دشوار ہے۔ اور شمار مدت کا تاریک پردہ ماضی پر پڑا ہوا ہے اسلئے صحیح طور پر کوئی خاص زمانہ مقرر نہیں کیا جاسکتا، لیکن یہ بوثوق کہا جاسکتا ہے۔ روزہ کی ابتداء غالباً اسوقت سے شروع ہوئی جبکہ انسان کو معلوم ہوا کہ غذا کے اجتناب سے بعض اوقات صحت پر بہت مفید اثر پڑتا ہے۔ اور یہ کہ جسم کو روح کا تابع ضرور رکھنا چاہیئے۔

مفہوم میں فرق ۔ روزہ اگرچہ سب مشہور مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ مگر اس کے مفہوم میں کچھ فرق ہے تعین وقت میں جو تفاوت ہے چند گھنٹوں سے لیکر چالیس دن تک کی مدت ہے کیفیت اجتناب میں بھی بہت افتراق ہے بعضوں میں تو قطعی پرہیز ہے بعض میں خاص غذاؤں سے، غرض روزہ تو مشترک ہے، مگر خواص میں باہم بہت کچھ فرق ہے۔ پس ایسی مخالفت میں اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے باعتبار طبیعت وخلقت انسانی اور بلحاظ مقصد وعلت غائی کونسا روزہ سب سے زیادہ موزوں ہے۔

اسلامی روزہ ۔ منصفانہ تحقیق کا فیصلہ یہ ہے کہ مذہب اسلام کا روزہ نہایت معتدل اور موزوں ہے، نہ تو اس قدر سہولت اور وقفہ ہے کہ فاقہ بالکل محسوس نہ ہو۔ نہ اس قدر طوالت ہے، کہ ناقابل برداشت ہو۔ یا بہ مشکل برداشت نہ کیا جاسکے۔ باعتبار اجتناب بھی نہایت بے بہا ہے کہ سب کو جمیع اقسام سے ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ بغیر خود تکلیف اٹھائے۔ خالق کی رحمت اور خلائق کی محبت کا جذبہ جوش میں نہیں آسکتا۔ اختلافی کیفیت اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے۔ تفرق واختلافی صورت میں ہرگز وہ فرحت ومسرت نہیں ہو سکتی، تمام قوم کی ایک نیت اور متحد حالت سے جو خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ افراد کی خوشی کو دوبالا اور قومی زندگی کو اور بھی قوی کرتی ہے۔ اور کافی نعم البدل کسی ضرر کا ہے اگر بالفرض کوئی ہو افطار اور عید کے انبساط کو وہ غافل ومغرور افراد اور خاندان محسوس نہیں کر سکتے۔ جو تعمیل ارشاد میں عملی حصہ نہیں لیتے۔ الغرض روزوں کا تفرق ومنتشر ہونے کے بجائے یکجائی اور اجماعی ہونا بالضرور انفرادی

KHILAFAT LIBRARY

خوشی کو دوبالا اور قومی زندگی کو تر و تازہ کرنے والا ہے۔

ماہ رمضان کی تخصیص - یہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے جس میں اس جلیل المنزلت کتاب کا نزول شروع ہوا جس نے دنیا کی حالت میں تغیر عظیم پیدا کر دیا - اور بنی آدم کو خونریزی (عرب) کاہلانہ عیاشی (ایران) بے رحمی، جدال و قتال (روم و ایران) وحشت و بربریت (یوروپ و افریقہ) جہل و جمود (چین و ہندوستان) کے تاریک غار سے نکال کر شاہراہ ترقی پر ڈال کر تہذیب و تمدن کے وسیع میدان میں جا پہونچایا، شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی اللناس - وہ رمضان کا مہینہ ہے - جس میں قرآن شریف آدمیوں کی رہنمائی کیلئے اُتارا گیا غرض ماہ رمضان میں تخصیص عبادت کا خاص سبب یہ ہے کہ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں مہر منیر ماہ اسلام کی کرن چمکی یعنی قرآن مجید کا نزول شروع ہوا -

روزہ کی اہمیت - کوئی گروہ قایم نہیں رہ سکتا جبتک اس کے ارکان کے کچھ فرائض اور علامات معین نہ ہوں، نہ کوئی سوسائٹی اس وقت تک سوسائٹی کہلانے کی حقدار ہے جب تک مقررہ فرائض کی پابندی نہ کی جائے - مگر قاصر ہونا اور شے ہے اور مہمل قرار دیکر نظر انداز کرنا اور چیز ہے - روزہ مذہب اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ جمیع مذاہب میں کم و بیش اس کا وجود موجود ہے بانیان مذاہب کے علاوہ اہل عقل و حکمت کے نزدیک بھی روزہ مستحسن مانا گیا ہے، آزاد خیال افراد کو محسوس کرنا چاہیئے کہ ہم سرکاری افسروں اور ڈاکٹروں کے تمام حکموں کی تعمیل لازم سمجھتے ہیں خواہ وہ ہمارے فہم میں نہ آئیں اور طبیعت پر شاق گذریں پس تمام احکام کا مرضی کے موافق ہونا اور پورے طور پر سمجھ میں آجانا لازمی نہیں ہے - چہ جائیکہ روزہ کا دنیوی اور مادی فائدہ بدیہی اور یقینی ہے -

کم خوری - انسان کم خوری سے شیطانی قوٰی پر بآسانی قابو پا سکتا ہے - اور اس کے رحم و کرم کا خاصہ بڑھ جاتا ہے حواس باطنی اور قوائے دماغی زیادہ تر اچھی طرح سے کام کرنے لگتے ہیں یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان کے اعضاء اور قوٰی کی نشو و نما پر اس کی غذا کا بالکل صحیح برابر اثر پڑتا ہے، آدمی جیسا کہ کھاتا ہے ویسا ہی بنتا ہے حیوانی غذا سے دلیری کو طاقت ہوتی ہے - اور نباتاتی غذا سے حکیمانہ خیالات پرورش پاتے ہیں - اسی طرح پُرخوری سے کاہلی اور معدہ کی خرابی پیدا ہوتی ہے - یہ یقینی اور قطعی ہے کہ غذا کی احتیاط سے حواس ظاہری و باطنی اچھی طرح کام کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں، اوقات معینہ میں بھوکا رہنا حواس باطنی کی شگفتگی کا خاص ذریعہ ہے -

روزہ کا فاقہ محض ایک خفیف تغیر پیدا کرتا ہے ، العادۃ طبیعت ثانیہ کے مطابق اگر کوئی مضرت ہو سکتی ہے تو وہ بھی بسبب عادت کے جاتی رہتی ہے، دنیا میں ہزارہا انسان ایسے ہیں، جو صرف ایک دفعہ کھانے کے خوگر ہیں مگر اُن کی صحت میں کوئی فرق نہیں ہے - اور تاریخ کا یہ فیصلہ ہے کہ متقی اور پرہیزگار زیادہ تر عمر طبعی کو پہونچتے ہیں - غرض کوئی دلیل ایسی نہیں ہے - جو روزہ کو عقل و حکمت کے خلاف ثابت کر سکے، بلکہ اس کے فوائد و منافع بدیہی اور نمایاں ہیں -

توجّہ الی اللہ - روزہ ہمیشہ سے ہر مذہبی طریقہ کا ایک جزو لاینفک رہا ہے - تمام مذاہب نے روزہ کی تعلیم کی تاکید کی ہے اور جن بزرگوں نے کبھی دنیا کے کسی حصہ میں روحانی عظمت حاصل کی اُنھوں نے اس کی تعمیل پر اصرار کیا ہے، یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے، حدود واجبی کے اندر جس قدر جسمانی قوت و توانائی میں ضعف ہوتا جائیگا، روحانی طاقت میں تیزی اور بیشی ہوتی جائیگی جب ہمارا معدہ خالی ہوتا ہے تو ہم نہایت سہولت سے غور و فکر کر سکتے ہیں. شیخ سعدیؒ نے سچ کہا ہے ؎

:.: اندروں از طعام خالی دار .:. تا درو نور معرفت بینی .:.

خدا کا شکر کرتا ہے تو اس کی نعمت کی قدر کرنی لازم ہے، جب صادق اشتہا ہو تو کھاؤ کہ بُری سے بُری غذا تم کو اچھی معلوم ہو کھانا خوش ذائقہ نہیں ہوتا - بلکہ بھوک اسے خوش ذائقہ بناتی ہے ہر شخص فطرۃً عمدہ غذا کا طالب ہے اور دولت کی کثرت و فراوانی کے ساتھ مدارج بڑھتے جاتے ہیں مگر روزہ دار حکم الہی کے تابعدار ہونے کے باعث اپنی حالت میں خوش ہے - جو مزہ اس کو حاصل ہوتا ہے دوسرے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے، عیسائی مذہب کے ایک پیشوا کا قول ہے -

"جب کوئی روزہ رکھتا ہے تو اس کی طبیعت ادھر اُدھر کے تعلقات سے یکسو ہو کر خدا کا دھیان کرنے کے قابل ہو جاتی ہے"

نیز دانایان فرنگ کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ روزہ کا استعمال گاہے گاہے مفید ہے اس سے طبیعت عبادت اور توجہ الی اللہ کے واسطے تیار ہو جاتی ہے " (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

نیک چلنی - نیک چلنی ایسا جوہر انسانی ہے جس کی تعریف میں تمام دنیا رطب اللسان ہے - مشہور انگریز سمول سمائلز لکھتا ہے "نیک چلنی ہی زندگی کا فخر و تاج ہے - انسانی مقبوضات میں نیک چلنی ہی سب سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے - یہ انسان کے دل پر حکومت کرتی ہے، یہ ایسی جائداد ہے کہ جس کی ملکیت میں آگئی گویا اس نے حکومت حاصل کر لی"

اخلاق انسانی کی جلا کرنے والی روزہ سے زیادہ آسان تدبیر محال ہے، انسان میں دو مساوی طاقتیں نیکی و بدی کی ہیں، جن کو قوائے ملکوتی یا رحمانی اور قوٰی بہیمی یا شیطانی کہا جا سکتا ہے اور اُن کا ظہور ہر معاملہ میں روزمرہ دیکھا جاتا ہے - یہ بھی مسلمہ ہے جس کو کام میں لایا جاتا ہے، اسکو قوت ہوتی ہے اور بیکار قوت بتدریج ضعیف ہو کر معدوم ہو جاتی ہے - خواہش نفسانی برائی کی طرف رہبری کرتی ہے، روزہ میں اس مضر قوت سے کمزوری آجاتی ہے اور قوٰی رحمانی کو قوت ہوتی جاتی ہے -

حقیقت میں روزہ نیک چلنی جیسی مفید صفت کو حاصل کرنے کے واسطے ایک آسان طریقہ ہے - سکندر اعظم کا اتالیق حکیم ارسطو بعض مرتبہ اپنے شاگرد کو فاقہ دیکر کھانا دیتا تھا، دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا، میری منشا یہ ہے تاکہ سکندر کو بھوک کی تکلیف کا اندازہ ہو، اور بھوکے پیاسے ابنائے جنس کو بجائے حقارت کے شفقت کی نظر سے دیکھا جائے، اور ان کی مدد کی تحریک ان کے دل میں پیدا ہو -

ہمدردی - روزہ میں بے شمار جسمانی اور روحانی فوائد ہیں، بھوک کی برداشت اور حرص پر غالب آنے کی عادت فی الحقیقت اعلیٰ درجہ کی تربیت ہے - دوسروں کی مصیبت کا اندازہ ہوتا ہے

قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید

روزہ ایک سبق ہے جو خداداد نعمتوں کا شکریہ سکھاتا ہے، ہم کو عیش و تنعم میں غریب و مفلس بھائیوں کی تکلیف کا اندازہ نہیں ہو سکتا، محتاجوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی کلفت و صعوبت کا ہم کیا احساس کر سکتے ہیں، والدین کی خدمت، اقربا کی معاونت یتیموں کی دستگیری، مساکین کی خبر گیری، اور مسافروں کی اعانت عین قانون قدرت کے مطابق ہے، بقدر توفیق ہم پر فرض ہے، کہ اپنی عارضی تکلیف پر قیاس کر کے اپنی استطاعت کے موافق اہل حاجت کی معاونت کی جائے -

حفظ صحت - روزہ حفظان صحت کیلئے بھی ایک نہایت

KHILAFAT LIBRARY

ضروری چیز ہے، ——— روزہ رکھنا انسان کیلئے نہایت مفید ہے، انسان کے علاوہ حیوانات بلکہ نباتات میں بھی روزہ کی ضرورت پائی جاتی ہے، تمام ذی روح میں روزہ کا نشان پایا جاتا ہے، گو صورت مختلف ہے، مگر اس میں کوئی شبہ نہیں روزہ ایک قدرتی قانون ہے جس سے انحراف کرنے میں اپنی ہی تباہی متصور ہے۔

روزہ سے رطوبات فاسدہ اور سواد غلیظہ خارج ہو کر تمام جسم کا تنقیہ ہو جاتا ہے،

" روحانی پاکیزگی کے علاوہ جسمانی صفائی کا اعلیٰ ذریعہ ہے، جسکی طبیبوں کو بھی ضرورت محسوس ہوئی ہے "

بھوک پیاس کی تکلیف کیوں ہم کو ہوا دکھائی دیتی ہے حالانکہ زکام، کھانسی، بلغم، بدہضمی اور معدہ کی تمام بیماریوں کا صرف یہی ایک حکمی علاج ہے، خصوصاً رمضان شریف کی بھوک پیاس پر تو ہزاروں خوشیاں قربان کی جاسکتی ہیں،

آدمی کی طبیعت صحیح اور مزاج درست رکھنے کیلئے کسطرح کا تنقیہ ضرور ہے، مزاج کے تنقیہ کیلئے فاقہ سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے، فاقہ کچھ بیماری ہی کی موجودگی پر منحصر نہیں، بلکہ بطور حفظ ماتقدم استیصال مرض کیلئے بہترین دوا ہے۔

کھانا جسم کی پرورش کیلئے ہے نہ کہ وبال جان کے لئے، بار بار کھانا مفید نہیں ہے، بلکہ غذا کا ہضم کرنا سودمند ہے طب یونانی کی رو سے ۱۶ گھنٹہ بعد غذا مناسب ہے، حالانکہ روزہ کا زمانہ اوسط ۱۴ گھنٹہ ہے، روزہ سے صحت کو بہت تقویت ہوتی ہے، جذبات و اخراج رطوبات فاسدہ میں روزہ مسہل کا کام دیتا ہے۔ معدہ کو ہر سال خود بخود درست کر دیتا ہے۔ حفظان صحت کا بڑا اصول روزہ کے ذریعہ سے قائم کیا گیا ہے

مستعدی ۔ دنیا کے ہر کام میں مستعدی اور جفاکشی کی ضرورت ہے، تکلیف برداشت کرنا سپاہی کا جوہر ہے، امور دینی و دنیوی میں مستعدی اور سرگرمی لازم ہے، کاہل آدمی گویا اپنی خلقت سے ناواقف ہے، روزہ سے یہ بھی مقصود ہے کہ لوگ بھوک کی تکلیف برداشت کرنے کے عادی رہیں، وقت آجائے تو گرسنگی ادائے فرض میں حارج نہ ہو، ایک مہینہ اس کی مشاقی کیلئے رکھا گیا ہے۔

روزہ کی حقیقت ۔ روزہ کچھ کھانے پینے سے علیحدہ رہنے کا نام نہیں ہے روزہ ممنوعہ اور بیہودہ امور سے باز رہنے کا نام ہے اگر کوئی تم سے شرارت اور جہالت سے پیش آئے تو کہدو کہ بھائی میں تو روزہ دار ہوں، میں تو روزہ دار ہوں "

" جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ کے مطابق عمل کرنا ترک نہیں کیا، خدا کو اس کے ترک غذا سے کوئی مطلب نہیں "

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کھانے اور پینے اور مخصوص خواہش نفسانی سے باز رہنا نہیں ہے۔ بلکہ روزہ کا منشا اور حقیقی مدعا یہ ہے، کہ انسان اپنے نفس کو ان تمام کاموں سے بچائے جو اخلاقی خرابیوں اور خلاف انسانیت فعل کا باعث ہوں، روزہ صرف اس لئے شروع ہوا ہے، کہ انسان مہذب ہو جائیں جس سے یہ غرض پوری نہ ہو اس کا روزہ بے لطف اور ناقص ہے کتنے روزہ دار ایسے ہیں، کہ بجز بھوک پیاس کے روزہ سے انھیں کچھ حاصل نہیں اور کتنے عبادت گذار شب بیدار ایسے ہیں کہ رات بھر عبادت کرنے سے ان کے لئے نتیجہ نہیں۔

انسان کو لازم ہے کہ اچھی عادتیں جن سے طبیعت میں بلکہ روحانیت میں ترقی ہوتی ہو۔ اور دل میں فلسفہ اخلاق راسخ ہو جائے، اختیار کرے۔ حیوانیت کا غلبہ ہمارے رگ و ریشہ میں پیوست ہے، خواہش نفسانی کا انہماک صریح نشان ہے، لہٰذا اس کے مغلوب اور دبانے کا لازمی طریقہ اور یقینی نتیجہ یہ ہے کہ نفس میں روحانیت کا ظہور ہو۔

روزہ کی تکمیل ۔ روزہ دار کو یہ بھی موکد شرعی ہدایت ہے۔ کہ جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے، بہتان لگانے اور دیگر ذلیل نفسانی خواہشات کے ارتکاب سے روزہ فوت ہو جاتا ہے پس معلوم ہوا، کہ روزہ اخلاقی عیوب کو رفتہ رفتہ ترک کرنے کی عادت ڈالنے کے واسطے ایک سہل ترین نسخہ ہے، روزہ دار صبر جیسی اعلیٰ صفت کا عادی ہو جاتا ہے، اگر خدانخواستہ بھوک پیاس کی مصیبت کبھی پیش آئے تو روزہ دار اس کو صبر و تحمل سے برداشت کر سکتا ہے، جو ایک آدمی سے دشوار بلکہ محال ہے، غرض روزہ کی کامل پابندی، پاکیزگی، بردباری، ہمدردی، اور نفس کشی جیسی اعلیٰ اخلاقی اور تمدنی صفات کا رفتہ رفتہ عادی کر دینے کا بہت آسان آلہ ہے، وہ دروغ گوئی اور اتہام یا دیگر نفسانی رذائل اور اخلاقی معائب کی نہایت سہل طور پر بیخ کنی کر دیتا ہے روزہ میں اور بہت سے روحانی اخلاقی اور تمدنی غرض کہ دینی اور دنیوی فوائد مضمر ہیں۔

روزہ میں جس قدر صدق و خلوص ہوگا، اسی قدر مدارج بلند ہوں گے۔ اور عاقبت میں اجر عظیم ہوگا، روزہ باطل ہو جاتا ہے اگر غصہ کیا جائے، فتنہ فساد مچایا جائے، عیب جوئی اور دروغگوئی کی جائے، خواہش نفس ظاہر ہونا، جائز خواہشات کو ضبط کرنا بھی ویسا ہی ضروری ہے، جس طرح آب و طعام وغیرہ سے پرہیز کرنا،

ہم سب غالب کی قوت سے آگاہ ہیں خواہ وہ مستحسن ہو یا قبیح، روزہ کا عملی احترام روحانی قوت کو حیوانی خواہشات پر غالب کر دیتا ہے، اور روح کو بالخاصہ خدا کی جانب رجوع کا موقعہ میسر آتا ہے، روح انسانی اور ذات باری کے درمیان قریبی اور گہرا تعلق کس درجہ مفید ہے۔ گناہ اور بیماری میں مبتلا ہونا کس قدر آسان ہے، کیسے پائیدار اور وسیع الاثر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں اگر صدق و عرفان سے عمل کیا جائے "

" ظاہری روزہ یہ ہے کہ طعام وغیرہ سے اجتناب کیا جائے لیکن معنوی روزہ توجہ الی اللہ کا نام ہے، ظاہری روزہ دار منہ بند کر لیتا ہے کہ کوئی چیز نہ کھائے، لیکن معنوی روزہ دار آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ خدا کے سوا کسی کی طرف نظر نہ ڈالے، بلّی بھی روزہ رکھتی ہے جو شکار کیلئے چپ چاپ لیٹ جاتی ہے اس لغو خیال نے سینکڑوں لوگوں کو خراب اور اہل جود و صوم کو بدنام کر دیا ہے۔ (مولانا رومؒ)

رمضان المبارک کی اہمیت ۔ رمضان المبارک مسلمانوں کا مہینہ ہے، کہ مسلمان اپنے افعال بد سے دستکش ہوں، اور نیک کام اختیار کر کے جسم و روح کو پاک کریں، صرف پیٹ کا روزہ نہیں ہے، کہ اس میں کچھ نہ ڈالو، بلکہ سر، آنکھ، کان، زبان اور ہاتھ پاؤں سب کا روزہ ہے، دماغ کو بُرے خیالات سے باز رکھو، آنکھ کو بدنظری سے بچاؤ، زبان کو گندی باتوں کی آلائش سے صاف رکھو، ہاتھ پاؤں کو ظلم و تعدی سے بچاؤ۔

بقائے شخصی کیلئے غذا اور بقائے نوعی کے لئے ہم خوار ہونا ضروری ہے، جب ضرورت ہونے پر رضائے الٰہی کے سبب خدائی حکم کی تعمیل میں ایسی ناگریز حوائج سے کوئی شخص بالارادہ اور بخوشی تارک ہو تو وہ دیگر ممنوعات کا مرتکب کیوں ہوگا؟ نیز ہر شخص پر دوسروں کا اثر ضرور پڑتا ہے، اوروں کی دیکھا دیکھی نیکی کی تحریک محکم ہوتی ہے۔

برائی سے بچنے کے لئے عقل مذہب اور قانون شعور کی صاف صریح ہدایات موجود ہیں، مگر بہت ہی کم ہیں، جو اثر پذیر ہوتے

ہیں، اور الٰہی حکام کی پروا کرتے ہیں، پس موت سے پہلے کوئی وقت ایسا آنا چاہئے۔ جس میں انسان اپنی اصلاح کر سکے اور آخرت میں ندامت نہ اٹھائے، اس اہم غرض کیلئے رمضان کا مہینہ مخصوص ہوا۔ برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے اختیار کرنے کی مفصل فہرست اس کو دی گئی، مگر تس پر بھی کوئی محافظ و نگران تھا، کہ ہر وقت اسے ہانکتا اور یاد دلاتا رہتا، پس اس مطلب کیلئے بھوکے رہنے کا کیمیائی نسخہ تجویز کیا۔

بھوک پیاس سے زیادہ کوئی چیز انسان کی اصلاح کرنے والی نہیں ہے اگر ہے تو موت ہے مگر مشکل ہے تو یہ ہے کہ بعد موت کے انسان لاچار محض ہے کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ چیز تجویز ہوئی جو موت کا نمونہ ہے، جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔ روزہ کے سوا اور کوئی ایسا طریقہ نظر نہیں آتا جس سے ہم اپنی اصلاح مؤثر طریقہ پر ساتھ ساتھ کرتے جائیں۔

پس یہ کیا ممکن ہے، کہ کوئی شخص سال میں ایکماہ نیک خصلت رہے، اور گیارہ مہینے تک کسی ہوشمند پر اثر نہ کرے، جو آدمی ایک ماہ میں اپنی اصلاح کا خیال رکھے، عادت خود اس کی معین و یاور ہو جاتی ہے، اور ایک عرصہ تک اتنا اثر دکھلا سکتی ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان میں دو قوتیں بہیمی اور ملکوتی ہیں، ان دونوں کو اعتدال کے ساتھ قائم رکھنا اور ترقی دینا کمال انسانیت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے، ہر مذہب کی غالباً یہی غایت ہے مگر اسلام میں اعتدال کا سب سے زیادہ بڑھکر خیال رکھا گیا ہے۔

اسلامی روزہ نہ اس قدر آسان ہے، کہ برائے نام ہو نہ اس قدر دشوار کہ برداشت نہ ہو سکے، غرض روزہ سے قوت ملکوتی پر ترقی ہوتی ہے، اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں، تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔

رمضان شریف میں صحت کی خاص احتیاط ہر حال میں کمی بیشی خطرناک ہوتی ہے، پس رمضان المبارک میں اعتدال کا خیال نہ رکھنا خطرہ سے خالی نہیں ہے، اس واسطے خاص خاص احتیاط کا لحاظ واجب ہے، افطاری میں ثقیل بطئی الہضم غذاؤں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ملائم اور سریع الہضم غذاؤں کیساتھ افطار ہو وہ بھی کم مقدار میں، نصف شکم کھانیکے بعد ہی دسترخوان سے کھڑا ہو جانا چاہئے، معدہ پر اتنا بوجھ ہرگز نہ ڈالو، کہ گرانی محسوس ہونے لگے، طویل بیکاری کے بعد جب کہ اعضاء ہاضمہ کو کام ملے تو آسان ہو، تاکہ انجام تک کوئی خلل اور دشواری نہ پیش آئے، افطار کے وقت ملائم غذا کی اس لئے ضرورت ہے تاکہ دفعتہً قوی غذا سے معدہ کو تکلیف نہ ہو اور غذا کے سب ہضم بہ آسانی مکمل ہو جائیں۔

تراویح کے بعد فوراً سو جانا واجب ہے تاکہ چار پانچ گھنٹہ کی معقول نیند کا موقعہ حاصل ہو۔ زیادہ جاگنا نہایت مضر اور ضرر رساں ہے، اعصاب میں خطرناک کمزوری سے زندگی کی چولیں ہل جاتی ہیں۔

سحری میں کافی مقوی غذائیں کھانے کا کچھ ہرج ہی نہیں بلکہ مقوی غذا کا استعمال ہی جائز ہے، لیکن اعتدال کا خیال پھر بھی واجب ہے، یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شام وسحر کے کھانوں پر جو بار بار اور لگاتار گلاس کے گلاس پانی کے چڑھاتے جاتے ہیں ان سے ہضم کو بہت تکلیف پہونچتی ہے اور کھانے کی زیادتی سے مضرت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

سحری کے بعد جاگنے چلنے پھرنے اول وقت نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر قیلولہ کرنے سے تمام ضروری افعال طبعی سے انسان فارغ ہو سکتا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

مسلمان اپنی مٹنے سی پہلے

کیا اسپین کی تاریخ کا سبق پھر دہرایا جانیوالا ہے

مٹ گئے مٹتے ہی جاتے ہیں ہر ایک لحظہ مگر
قصر رعنائی تخیل میں آباد ہیں، ہم

آجکل مسلمانوں میں سیاسیات حاضرہ اور سیاسیات مستقبل کے خیال سے ایک عجیب قسم کی پریشانی ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ مسلمانوں کا کوئی مرکزی خیال نہیں ہے۔ اور نہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں کسی ایک اصول پر متفق ہیں، کہا جاتا ہے کہ نظام حکومت ہند مسلمانوں کیلئے تمام محافظتی صورتیں محفوظ رکھی جائینگی مگر اصلاحات کے تجربات تلخ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ محض کاغذ پر موعودہ صورت محافظت مسلمانوں کو مطمئن نہیں کر سکتی، یہ محافظت اور پیش بندی بھی مؤثر نہیں ہو سکتی جب تک کہ مسلمانوں کو حکومت کے شعبوں میں کافی نمائندگی کا موقعہ نہ دیا جائے، مسلمان ایسا نہو کہ ایکدن اس کے سننے کے لئے مجبور ہوں کہ کل سے گاندھیانہ جمہوریت ہندوستان میں قائم ہوگی، اور ڈاکٹر مونجے ڈنڈے باز افواج ہند کے سپہ سالار ہوں گے، ایسی منحوس صورت حال کا پیش آنا تعجبات سے نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ ہندو عہد حکومت میں جس کی شاہد تاریخ ہند ہے، کسی قوم کو حق مدنیت اور شہریت حاصل نہیں تھا، سوائے اپنے سبکو ادنیٰ درجہ ہندوستان کی حکومت میں دے رکھا تھا، وہ کون سی سخت ہندو تہذیب مدن تھی، جس نے بودھ مذہب اور بدھ تہذیب کو ہندوستان سے خارج کر دیا، ہندوؤں کے گذشتہ دور سیاست کے اوراق پارینہ پر نظر غائر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں کوئی اشتراک اور مساوات اقوام نہ تھی، ہندو عالموں کو دیگر اقوام سے انسانیت کا برتاؤ کرنے کا سلیقہ نہیں تھا، وہ جانتے ہی نہ تھے کہ ماتحت اقوام کے ساتھ کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے، وہ جو کچھ جانتے تھے اس کا ماحصل بس اتنا تھا کہ اپنی ماتحت اقوام کے ساتھ کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے وہ جو کچھ جانتے تھے اس کا ماحصل بس اتنا تھا کہ اپنی ماتحت قوموں کو شودر کے درجے میں لاکر چھوڑ دیں یعنی ایک ایسی قوم رہ جائے جو بے حق اور بے رائے کی ہو، صاف لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے، کہ ہندوؤں کا زمانہ گذشتہ اس کا پتہ نہیں دیتا، کہ انھوں نے کسی غیر ہندو قوم کے ساتھ رواداری برتی ہو، افسوس یہ ہے کہ موجودہ ہندو نسل اسی گذشتہ رنگ و رویہ کی طرف جارہی ہے، آج ملک میں ہندوؤں کی آبادی ¾ حصہ سے زیادہ ہے اگر آج برطانوی حکومت کا ہاتھ ہندوستان پر سے اٹھ جائے، اور ہندو اپنی قدیم حکمت عملی غلبہ رانی کی اختیار کریں، جس کا امکان قدم قدم پر ہے، تو مسلمانوں کے کچلے جلنے اور دبائے جانے کی صاف صورتیں سامنے آتی ہیں اور یہ امر ہندوؤں کی کثرت تعداد سے کسی حد تک دائرہ امکان میں آتا ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ مختلف ہندو جماعتیں جو مختلف شعبہ ہائے علم و عمل میں گامزن ہیں، وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک نقطہ پر مجتمع ہوتی نظر آتی ہیں، ہندوؤں کی کثرت تعداد کا آج بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ ہندو نیابت گاہوں اور آئینی ایوانوں میں نہایت کثرت سے ہیں، اور نہ صرف ان مقامات پر ان کی زیادتی ہے بلکہ ہر محکمہ اور کارگاہ عمل میں وہ مسلمانوں سے زیادہ ہیں، اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ جب کسی قسم کی نوآبادیاتی یا مستمراتی حکومت ہندوستان میں ہوگی، تو ہندو ہی مسلمانوں سے زیادہ تعداد میں لازماً ہوں گے، ہم پوچھتے ہیں کہ اس وقت قلیل التعداد اقوام کی تحفظ کا کیا سامان ہوگا۔ محض کاغذی آئین بندی

KHILAFAT LIBRARY

سے تحفظ نہیں ہوگا، زمانہ حال میں ترکی، روس چین اور افغانستان میں جتنے انقلابات ہوئے ہیں، ان میں فوج کا حصہ انقلابی حیثیت سے بہت زیادہ رہا ہے، ایسی صورت میں کیا کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان اپنی شخصیت منفردہ کو مامون ومصئون رکھ سکیں گے، ہم جانتے ہیں کہ آجکل خیالات جمہوریہ دنیا میں بہت زیادہ نشوونما پا رہے ہیں، مگر ان کا عمل دنیائے حقائق میں بالکل صفر کے برابر ہے، ہم دیکھتے ہیں، کہ دور جمہوریہ میں اطالیہ میں مسولینی کی ایک تنہا ذات ہے، جو مثل ایک فرماں روائے مطلق کے فرمانروائی کرتا ہے ٹرکی میں مصطفےٰ کمال پاشا تنہا حاکم ہیں، ابھی حال میں امریکہ میں انتخاب صدر کے معاملہ میں مذہبی تعصب کی جھلک نظر آتی ہے، مسٹر ہوور اور مسٹر ہیوز کا مقابلہ تھا مسٹر ہیوز کی رائیں انتخاب سے ایکدن پہلے ۹۵ فی صدی تھیں، مگر ایک رات میں مسٹر ہوور نے کایا پلٹ دی انھوں نے ہیوز صاحب کے خلاف مذہب رومن کیتھولک ہونیکا الزام مشتہر کرتے ہوئے لوگوں کی تمام تر ہمدردی اپنی جانب مائل کرلی اور صدر جمہوریہ امریکہ منتخب ہوگئے، پس ایسی صورت میں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے برادران وطن مسلمانوں کے خلاف اور اصول جمہوریت کے خلاف اپنے مذہبی تعصب سے کام نہ لیں گے، ہندوستان میں اور حربوں کو جانے دیجئے، صرف گاؤکشی کا ایک ایسا حربہ ہے جس کو برادران وطن بہت آسانی سے استعمال کرسکتے ہیں، اور مسلمانوں کو کچل سکتے ہیں، اس کے علاوہ ہندوؤں کے پاس بہترین ہندی اور انگریزی کے روزانہ اخبارات اور ایک طاقتور مؤثر آواز بلند کرنیوالا پریس موجود ہے، جس سے وہ نہ صرف ہندوؤں میں کام لے رہے ہیں بلکہ حکومت پر بھی اثر انداز ہو رہے ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہندوؤں میں سیاسی بیداری اور سیاسی معاملہ فہمی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے، وہ ہر موقع کی نزاکت کو خوب سمجھتے ہیں اور اس کا بہترین استعمال کرنا جانتے ہیں، ہندو جب کسی اقتدار اور اثر کی جگہ پر ہوتا ہے تو وہ اپنی قوم کو فائدہ پہونچانے کی کوشش کرتا ہے برخلاف اس کے مسلمانوں میں جب کسی خوش نصیب کو اس کا موقعہ ملتا ہے تو وہ اپنے کو بے تعصب ظاہر کرنے کے لئے مسلمان کا خون کرنا ضروری جانتا ہے اس طرح مسلمان بیچارہ تباہ حال ہوتا ہے، اگر گورنمنٹ نے ہندوؤں کے شوروغل سے مرعوب ہوکر توسیع اختیارات کی، تو اس کے معنی یہ ہوں گے، کہ انگریز ہندوستان میں حکومت کی ٹھیکہ داری ہندوؤں کو دینا چاہتے ہیں اور اپنا حق مستاجرانہ اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں، ہندوؤں کو

ٹھیکہ دار ہونے کی حیثیت سے ہندوستان کے اقلیتوں کو اپنی رعایا سمجھکر جس طرح چاہیں گے ستائیں گے، غرض کہ ان حالات کے ہوتے ہوئے ہندوؤں کی حکومت ہندوستان پر ہوجائے گی، انگریزی فوج اور انگریزی توپوں اور ہوائی جہازوں کی پشت پناہی سے ہندو قوم ہندوستان کی کم تعداد قوموں پر حکمران ہوگی شائد گورنمنٹ کو یہی مصلحت ضروری معلوم ہوتی ہو کہ چونکہ ہندوستان کے مسلمان افغانستان اور ٹرکی کے معاملات میں زیادہ دخیل ہونا چاہتے ہیں، اس لئے ان کو ہندوؤں سے کچلوا دینا چاہئے ایسی صورت میں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر انگریز ہندوؤں کی کثرت رائے اور شوروغل سے دب گئے ہیں، تو انھیں چاہئے کہ وہ ہم کو ہماری قسمت پر چھوڑ دیں، اور قبل اس کے کہ وہ ہندوستان کی حکومت کی باگ ہندوؤں کے ہاتھ میں دیں، وہ ہم کو میدان میں جدوجہد کرنے کے لئے چھوڑ دیں، ہم شوق سے اپنے برادران وطن کے الٹی میٹم قبول کریں گے، مگر اتنا ضرور عرض کریں گے، کہ وہ انگریزوں کے پیچھے پناہ نہ لیں، مردانہ وار سامنے آئیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ قبل اس کے کہ ہمکو ہندو بیس۲۰ پچیس۲۵ برس میں آہستہ آہستہ مار مار کر غلام بنائیں ہم ایک دفعہ زندگی اور موت کی جنگ میں شریک ہوکر اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرلیں، ہم مسلمان کسی غدر یا شورش کے حامی نہیں ہیں، ہم صرف ہندوستان کی حکومت میں اپنا واجبی حصہ لینا چاہتے ہیں، خواہ اصلاحات میں توسیع ہو یا نہ ہو، کونسل کی حکومت ہو یا عاملان شاہی کی حکومت ہو، نوآبادی کی حکومت ہو یا مکمل آزادی والی حکومت ہو، جو کچھ بھی ہو خدا اسکو بہتر جانتا ہے ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ ہم اپنے حق سے محروم نہ کئے جائیں ورنہ گورنمنٹ دیکھ لے گی کہ ایکدن اس کو ہمارے فنا ہونے کے بعد کس آسانی سے ہندوستان خالی کرنا پڑیگا۔

آجکل پونا اور بمبئی کے اطراف میں اکثر مقامات پر سخت ترین قسم کی ستیہ گرہ اچھوت ذاتوں کی طرف سے ہو رہی ہے وہ لوگ مشہور مندروں کے آستانوں پر دھنی دیکے بیٹھے ہیں، کہ ہم پاک سے پاک گوشہ مندر تک پہونچنے اور پوجا کرنے کی عزت اور سعادت حاصل کریں گے، ان داد خواہان بھارت ورش اور ستم کشتگان حقوق قومی ومذہبی کے مدمقابل وہ نفوس ہیں، جو ذات پات میں اپنے آپ کو ان سے اعلیٰ اور افضل خیال کرتے ہوئے اچھوتوں کو مندر کے اندر آنے سے روکتے ہیں، ان مخالفین اور حاکمین میں وہ بزرگ اور مشہور پیشوایان قوم بھی ہیں جو بلند چبوتروں

اور فصاحت وبلاغت کے ہمائیوں پر کھڑے ہوکر سب اچھوتوں کو اپنا بھائی کہتے اور پکارتے ہیں خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں جب حرب وضرب کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو بیچارے انھیں اچھوتوں کی جمعیتوں سے بڑے بڑے دیوتا زادے کام لیتے ہیں کو لاٹھیوں اور تلواروں کے آگے رکھتے ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ قبل اس کے کہ وہ اپنے حقوق اور اپنے لئے مراعات سیاسیہ حاصل کریں، وہ ہندو اعلیٰ ذاتوں سے ان اچھوتوں کی سفارش کریں، جو ہندوستان میں پانچہزار برس سے اپنے لئے انسانیت کا اول اور ابتدائی حق انسان سمجھے جانے کا مانگ رہے ہیں، اور درآنحالیکہ ہندو اعلیٰ ذاتیں انھیں اپنا دینی بھائی اور بھارت ورشی بھائی کہتے ہیں، پھر بھی ان غریبوں کو کتوں اور کووں کے برابر بھی نہیں سمجھا جارہا ہے اور مندر میں جانے کی اجازت نہیں دی جارہی ہے اگرچہ حکومت کی طرف سے اچھوتوں کو حق تعلیم حاصل کرنے کا اور بلدیات مفصلات اور مجالس آئینیہ میں شرکت کرنے کا دیا جارہا ہے، اور وہ ان سرفرازیوں سے بلندی اور ترقی کی طرف جارہے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ خود ہندوؤں کی طرف سے جس قدر خندہ پیشانی سے اُن کے ساتھ برتاؤ ہونا چاہئے تھا، اس کی بہت بڑی کمی ہے، یہ ایک حقیقت اور کھلی ہوئی سیاسی، اخلاقی، مجلسی اور معاشرتی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اب کیا امید مسلمانوں کو ہوسکتی ہے کہ وہ برادران وطن کی طرف سے برابر کے شریک کی طرح نوازے جائیں گے، اور ان کے ساتھ ملازمت خانوں، دفتروں بلدیوں، مدرسوں، اور عدالتوں میں برابر کے حلیف اور شریک کی طرح انصاف اور مساوات کا برتاؤ کیا جائیگا، شائد کہ مسلمانوں کو وہ جگہ اور درجہ دینے کو تیار ہوں جو اچھوتوں کے بعد قدرتاً سمجھا جاسکتا ہے، یہ دنیا عمل اور فعل کی جگہ ہے یہاں وہ لوگ اچھے رہتے ہیں جو واقفیت اور حقیقت سے کام رکھتے ہیں، اور خیالی اور جذبات آفریں تحریکوں سے دور رہکر معاملہ کو معاملہ کی طرح سمجھتے اور پرکھتے ہیں، یہ وقت مسلمانوں کے لئے بہت نازک گذر رہا ہے، مسلمان دو حصوں پر تقسیم ہیں ایک حصہ وہ ہے جو جذبات وتاثرات عالیہ کا شکار ہے وہ تخیلات اور نظریات کا بندہ ہے اسکو حقائق اور مشاہدات روزمرہ سے کام نہیں ہے، جو ہر وقت ہندوؤں کی شکایات میں زبان اور قلم سے کام لے رہا ہے مگر عملاً اس کی کچھ پیش نہیں جارہی ہے اس طرح

KHILAFAT LIBRARY

مسلمان سخت گھاٹے میں ہیں، اب جو آئین سازیوں کی بہار کا زمانہ آنیوالا ہے، اس میں مسلمان اگر پہلے سے تیار نہ ہونگے تو بہت سخت نقصانات کا ان کو سامنا ہوگا، اب حقیقت میں ایک دور کی شروعات ہے، ابھی ہندوستان کی اکثریت کو مالیات اور فوجی معاملات پر دسترس نہیں ہے، ابھی حاکمیت صوبوں کی غیر ہندوستانیوں کے پاس ہے اور ابھی انگریزی حکومت حقوق اور درجات حکومت دیئے جانے کی بحث اور صرف گفت و شنید کر رہی ہے، اس پر اکثریت کا یہ عالم ہے کہ وہ بنگال اور پنجاب صوبہ سرحد میں اور سندھ کے متعلق مسلمانوں کی کوئی بات سننے کے لئے آمادہ نہیں ہے، معلوم نہیں کہ نوآبادیات کی وضع وطرز کی حکومت ملنے کے بعد وہ مسلمانوں سے کس تجبر اور شان کرم سے پیش آئیں گے، یقیناً یہ حالات اور قرائن ایسے ہیں جن پر مسلمانوں کو ابھی کچھ وقت ہے دھیان کرنا چاہیئے ورنہ جو چند گھڑیاں مسلمانوں کے مٹنے میں ابھی باقی ہیں ان کا خیر مقدم کہیں پیشگی نہ کرنا پڑے (مشرق)

حکمت کے موتی

۱ - بے قدری اور کفران نعمت پر زوال نعمت لازمی ہے اور ایسے شخص کا دکھ میں مبتلا ہونا طے شدہ ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

۲ - جو شخص اپنے دشمن کے پاس رہتا ہے اس کے دل سے راحت اور چہرہ سے نور جاتا رہتا ہے، پس کیا ٹھکانہ ہے اس شخص کا جس کے جسم کے اندر ہی بداخلاقی، بے ادبی، بدظنی، اسراف، بدنظری، تنگ ظرفی، بخل، حسد جیسے دیوہیکل دشمن موجود ہوں،

۳ - غم وغصہ اتنا کر کہ تو اس کو کھا سکے نہ اتنا کہ وہ تجھے ہی کھا جائے۔

۴ - سوائے خدا کے کسی دوسرے کے آگے اپنی حاجتوں اور کمزوریوں کا اظہار کرنا اپنے اعتماد و آبرو کو برباد کرنا ہے۔

۵ - ایماندار کہلانے کا صحیح معنوں میں صرف وہی مستحق ہے جو ہر حالت میں اپنی خواہشوں کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے فرمانوں کو مقدم کر لے، ورنہ نرا دعویٰ صرف ایک لاف ہے۔

۶ - حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اگر خاردار کانٹوں کے فرش پر اور زنجیروں میں جکڑ کر مجھے تمام رات کھینچا جائے تو مجھے یہ پسند ہے اس سے کہ میں اللہ اور رسول کے پاس ایسی حالت میں جاؤں کہ میں نے خدا کے کسی بندے پر ظلم کیا ہو،

۷ - جس عورت کی ذات میں فرمانبرداری اور آنکھ میں حیا نہ ہو وہ اگر خوبصورت ہے تو شیطان ہے اگر بدوضع ہے تو سانپ ہے اسکی موجودگی میں ان دونوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی، بس جس قیمت پر بھی ہوسکے اس بلا کو ٹال دے، ورنہ جہاں یہ ہوگی عافیت وہاں اپنا قدم نہ جما سکے گی۔

۸ - جو شخص کسی پر مروت اور احسان کر کے اس کو جتلاتا ہے اس کا گناہ اس کے ثواب سے بڑھ جاتا ہے۔

۹ - جھوٹ کی وجہ سے تین مصیبتیں پیش آتی ہیں (۱) خدا تعالیٰ کی ناراضگی (۲) فرشتوں کی پاک تحریکوں سے محرومی (۳) دُنیا میں بے اعتباری ذلت خواری۔

۱۰ - اگر تو خود تکبر سے اپنے مرتبے کا اظہار و اعلان نہ کرتا پھرے تو لوگ تجھے تیرے مرتبے سے زیادہ سمجھینگے۔

۱۱ - مجلس میں کسی کو نصیحت کرنا بھی ایک قسم کی ملامت ہے اس سے اگر وہ تیرا دوست تھا تو اب دشمن ہے اگر تو محض اخلاص اور محبت سے علیحدگی میں جا کر اس کو سمجھاتا تو ایک نیا دوست پیدا کر لیتا۔

۱۲ - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو یاد رکھو کہ عورتیں اکثر ناقص العقل اور کم فہم ہیں پس شریر عورتوں سے تو بالکل علیحدہ رہو، اور جو نیک معلوم ہوں ان سے بھی ہشیار رہو،

۱۳ - مومن کو نارنگی کی مثال ہونا چاہیئے کہ رنگ بھی اچھا، مزہ بھی اچھا اور خوشبو بھی پسندیدہ۔

۱۴ - وہ مصیبت جس پر رضائے الٰہی کے ماتحت صبر کی توفیق مل جائے اس نعمت سے ہزاروں درجہ بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ ہو کیونکہ اول کے بعد انعام اور دوسرے کے بعد دکھ لازمی ہیں،

۱۵ - انتقام میں جلدی نہ کرنا اور قابل عفو قصوروں کو جلدی سے بخش دینا نہایت شریفانہ خصلتیں ہیں۔

۱۶ - اگر تو اپنے راز کو خود محفوظ نہیں رکھ سکتا تو دوسرے کو اس کے اظہار پر ملامت نہ کر

۱۷ - اگر تو روشنضمیری چاہے تو آٹھ پہر میں ایک وقت علیحدگی میں غور و فکر کی عادت ڈال۔

۱۸ - جو شخص باطل کی حمایت کرتا ہے وہ حق کی حمایت سے محروم ہو جاتا ہے،

۱۹ - دورُخا رہنا منافقانہ چال ہے اور یہ دھوبی کا کتا ہے نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

۲۰ - کسی کے ساتھ احسان کرنا اور پھر اس کو روک دینا پہلے احسان کو بھی برباد کر دیتا ہے۔

۲۱ - اگر کسی وقت تو اپنی عافیت کی درستی اور اصلاح کی طرف متوجہ ہو، تو یہ نازک گھڑیاں تیرے امتحان کا وقت کیونکہ اس وقت تجھے بہت کچھ چھوڑنا پڑے گا، پس گھبرائیو مت کہ خدا کی قسم جو چیز تو چھوڑے گا، اس سے کہیں بہتر پالیگا،

۲۲ - جس وقت تو دیکھے کہ تیرا دل خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ناامید ہے اور تو اس کے فضل و رحم کے بھروسہ پر بدی کو ترک نہیں کر سکتا تو اس بات کا یقین کر لیجیو کہ تو بھی منجملہ بڑے کافروں کے ایک کافر ہے۔

۲۳ - سخت نادان ہے وہ کہ جب امن کی طرف جانے کا راستہ مل جائے تو پھر خوف و بدامنی کی حالت میں کھڑا رہے۔

۲۴ - یہ خدا تعالیٰ ہی کی صفت ہے کہ ہمیشہ جیسا وہ چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے، تو دیکھ کہ تیرا نفس بھی یہی تو نہیں چاہتا اگر ایسا ہے تو پھر تو خود دیکھ لے کہ فرعون میں اور تجھ میں کیا فرق ہے۔

۲۵ - خدائے تعالیٰ کے رسول اور پیغمبر خدا تعالےٰ کی وحی کے ترجمان ہوتے ہیں، وہ اپنی اتباع میں مخلوق کا فائدہ اور نافرمانی میں لوگوں کی بربادی دیکھتے ہیں، اس لئے مُنکرین کے انکار پر وہ جتنا بھی رنج و غصہ کریں اُن کا حق ہے لیکن تیری بات اگر لوگ نہ مانیں تو بے تاب ہو کر غصہ کا اظہار نہ کر اور نفس سرکش سے پوچھ کہ تو کوئی خدا کا نبی ہے۔

۲۶ - شاخ جبتک درخت کے ساتھ رہتی ہے ہری بھری سرسبز رہتی ہے، اسی طرح نیک مجلسیں نیک صحبت وہ درخت ہیں، جن کے ساتھ رہ کر انسان فضل الٰہی کا جاذب بنا رہتا ہے تم اپنی اولاد کو اگر سرسبز دیکھنا پسند کرتے ہو، تو ان کے اندر نیک مجلسوں میں بیٹھنے کی عادت ڈالو ورنہ یاد رکھو کہ اس زمانہ کی تیز و تند گرم ہوائیں ان کو خشک کر کے جلانے کے قابل بنا دینگی۔

۲۷ - مخالف سمت کی راہ اختیار کر کے کبھی کوئی منزل مقصود پر نہیں پہونچیگا۔

سوراج کا راز

KHILAFAT LIBRARY

سوراج کے نام سے سرزمین ہند پر سیاسی جدوجہد ہو رہی ہے اور حصول کامیابی کے لئے مادر ہند کے بہترین فرزندوں کو انتہائی قربانی کی دعوت دی جا رہی ہے لیکن افسوس سوراج کا مجسمہ بے نقاب نہیں کیا جاتا جن ذہنوں نے سیاست ہند کا یہ نقشہ کھینچا تھا، اور جن دماغوں نے یہ لفظ جمہوریت کے قالب میں ڈالا تھا، انھوں نے اور ان کے جانشینوں نے اس مرقع راز کو پردہ ہی میں رکھ چھوڑا ہے حالانکہ ساری قوم کے فوائد کے لئے اس کا کامل انکشاف نہایت ضروری ہے۔

ممکن تھا کہ سوراج کا راز کچھ عرصہ اور پردہ میں رہتا، لیکن شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں نے اور نہرو رپورٹ کی تجویزوں نے ہندوؤں کی دلی ارادوں کو صاف صاف ظاہر کر دیا، اور اب مسلمانوں کے ان نام نہاد لیڈروں کا کانگریس کی صدارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہو کر سوراج کا وعظ کہنا بھی قوم کو دھوکے میں نہیں ڈال سکتا۔

جب ہم نے اس ہندوؤں کے ساختہ پرداختہ سوراج کی تصویر کے اندرونی خط و خال پر نظر غائر ڈالی تو ہمارے سامنے اس کا وہ تاریک پہلو بھی آگیا جس کو آج تک نہایت چالاکی سے چھپایا جاتا ہے بجائے موجودہ ہم اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں کہ قوم کے سامنے سوراج کا حقیقی مفہوم اور اس کے گذشتہ کارنامے پیش کر کے اس کے آئندہ پروگرام کے خوفناک اور تباہ کن نتائج سے بچنے کی صورتیں نکالیں بیس پچیس سال پہلے سوراج ایک غیر مانوس لفظ تھا، لیکن آج کانگریس کی خود ساختہ اصلاح میں یہ جمہوریت ہند کا مترادف سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس لفظ کے لغوی معنی مطلق العنان ہندو شاہی حکومت کے ہیں، اور یہ لفظ بدترین استبدادی حکومت کے لئے سنسکرت لٹریچر میں استعمال ہو رہا ہے، تعجب ہے کہ ہند کے ماہرین سیاسیات نے یہ غیر مانوس زبان کا لفظ بالکل متضاد مفہوم کیلئے کیوں استعمال کیا، سنسکرت لٹریچر اور قدیم آریہ قوم جمہوری طرز حکومت کے خیال سے بالکل ناآشنا ہے، ہندو دھرم شاستر جس نے ہزارہا سال سے کروڑوں بندگان خدا کو ذات پات کی لعنت میں مبتلا کر رکھا ہے بدترین استبدادیت کا اس درجہ حامی ہے کہ بادشاہوں کو دیوتاؤں کا مظہر بتا کے ان کی پرستش کا حکم دیتا ہے اور ان کے افعال کو خواہ وہ کتنے ہی ظالمانہ ہوں حق بجانب بتلاتا ہے، منو کہتا ہے " وہ راجہ ایک طاقتور دیوتا ہے جو انسانی پیکر میں ظاہر ہوا ہے "۔ منو ۷/۴ راجہ آٹھ دیوتاؤں کا اوتار ہے جو دنیا کے محافظ ہیں یعنی چندرما - اگنی - سوریہ وایو - اندر - کویرا - ورن - اور یم (منو ۷/۹۶) دھرم شاستر کی باگ برہمنوں کے ہاتھ میں تھی، اور انھوں نے راجاؤں کو رفتہ رفتہ دیوتاؤں کے مرتبہ سے بڑھانا شروع کر دیا، یہاں تک کہ بعض کو ان میں سے خدا بنا دیا، جن کی پرستش اس وقت تک ہو رہی ہے راجاؤں نے بھی برہمنوں کی ان خدمات کے معاوضہ میں انھیں وہ مراعات دیں جن سے وہ آج تک مستفیض ہو رہے ہیں، المختصر ہندوستان میں جب تک ہندوؤں کا راج رہا کبھی مساوات کی ہوا نہیں چلی، بلکہ یہاں کے راجہ مہاراجہ الوہیت کی شان کے مظاہرے کرتے رہے، اور استبدادیت کے شکنجہ میں بنی نوع انسان کے کروڑوں نفوس کو پیستے رہے جن کی یادگار اس وقت بھی چھ سات کروڑ شودروں کی شکل میں موجود ہے ان واقعات کے ہوتے بھی دیدہ دلیری اور جرأت ان لیڈروں کی قابل داد ہے کہ انھوں نے رات کو دن بنانے میں کچھ بھی شرم نہ کی اور ببانگ دہل اعلان کر دیا کہ سوراج جمہوریت ہند کا نام ہے۔

سرزمین ہند پر اڑہائی سو سال پہلے ایک اس ہی نام کے نظام حکومت کی بنیاد ڈالی گئی تھی جس نے تمام ہندوستان کو اپنی سوراجیت سے تہ و بالا کر دیا تھا، اور امن و امان کا نام و نشان صدیوں تک مٹا دیا تھا، یہ معلوم کر کے ہمارے ناظرین حیران ہوں گے، کہ ہندوستان میں اڑھائی سو سال پہلے بھی سوراج کے نام سے ایک راج قائم ہوا تھا لیکن جب وہ ہماری اس مخلصانہ عرضداشت کو بغور مطالعہ فرمائیں گے تو ان کی حیرت جاتی رہے گی، اور وہ اپنے ملک و قوم کے بچاؤ کی مناسب تدابیر نکالنے میں لگ جائیں گے آج ہم ان کو اس سوراج کا نقشہ دکھلاتے ہیں جس نے (۲۵۰) برس پہلے جنم لیا تھا، اور بہت تھوڑے عرصہ میں مہیب دیو کی صورت اختیار کر کے مادر ہند کے معصوم بچوں کو کھانا شروع کر دیا تھا، یہ سوراج کا دیو اب پھر نمودار ہوا ہے اور آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے، اور کس قدر بچے اور اس کی بھینٹ چڑھتے ہیں، اس (۲۵۰) سال پہلے سوراج کا حال لکھنے سے قبل میں مختصر طور پر قدیمی سوراج کا حال لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، تاکہ سوراج کی تصویر کے سب خط و خال صاف نظر آئیں،

سوراج کے تین دور - سوراج کے ہندوستان میں تین دور گذرے ہیں، (۱) قدیمی سوراج کا دور: آریوں کے اس ملک میں آنے سے شروع ہو کر مسلمانوں کے آنے تک رہا (۲) نئے سوراج کا پہلا دور: شیواجی مرہٹہ کے وقت سے شروع ہو کر انگریزی غلبہ کے ساتھ ختم ہو گیا، (۳) نئے سوراج کا دوسرا دور: تلک کی قیادت میں شروع ہوا اور آجکل سیاسیات ہند میں ہل چل ڈالے ہوئے ہے، اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس تحریک کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

قدیمی سوراج کا دور - جب بھارت بھومی پر دھرم کا راج تھا اور منو دھرم شاشتر تعزیرات ہند کے بجائے فیصلہ دیتا تھا، تو بیچارے مصیبت کے مارے شودروں اور اچھوتوں کی جو حالت ہو گی اس کا نقشہ کون کھینچ سکتا ہے میرا تو قلم لرزتا ہے اور دل دھڑکتا ہے، خود منو مہاراج نے جو دفعات ان ہند کے قدیم وارثوں کے لئے تجویز فرمائے ہیں، ان میں سے چند میں یہاں پر درج کرتا ہوں، اور دفعات تعزیرات کے اجرا سے جو بنی نوع انسان کے کروڑوں افراد کو ہزاروں سال سے جو جو مصائب و آلام پیش آئے ہیں، اس کا اندازہ خود ناظرین باتمکین اپنی عقل کی میزان سے فرمالیں، اگر فولاد کا بھی دل ہوگا، تو ان کی مصیبت کی شدت سے متاثر ہو کر موم ہو جائیگا (منو ۱/۹۱)

شودر کی پیدائش کی غرض - خدا نے شودر کا صرف ایک کام فرض کیا ہے یعنی دوسری ذاتوں کی عاجزی سے خدمت کرنا۔

شودر کسی حالت میں غلامی سے نجات نہیں پا سکتا، شودر کو خواہ زر خرید ہو یا نہ ہو برہمن ذلیل سے ذلیل خدمت کے لئے مجبور کر سکتا ہے کیونکہ وہ برہمن کی غلامی کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے اور اس کا آقا بھی اُسے آزاد کرے تب بھی شودر غلامی اور خدمت گذاری سے نجات نہیں پا سکتا (منو ۸/۴۱۳، ۴۱۴) کیونکہ یہ اس کا ذاتی وصف ہے جسے کوئی جدا نہیں کر سکتا "

شودر کا مال برہمن بے تکلف چھین لینے کا حق رکھتا ہے

ہر برہمن نہایت اطمینان سے بے تکلف شودر کا مال و اسباب چھین لینے کا حق رکھتا ہے کیونکہ وہ غلام ہے جو کسی چیز کا وارث یا مالک نہیں ہو سکتا۔

اپنے فرسودہ خیالات و اوہام اور بوسیدہ عقائد و اصنام کی لاج رکھنے کے لئے عجیب منطق سے کام لیا ہے یعنی جملہ ترقیات دور جدید کا مخزن ہندو تہذیب کو ثابت کیا ہے یہاں تک کہ جمہوریت کے علمبردار ابھی ابتدا میں اپنے آپ کو ہی بتلایا ہے، ہندو جب اپنی آریہ تہذیب و تمدن پر خامہ فرسائی کرتا ہے تو وہ بڑے فخر سے لکھتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

کہ ہندوستان میں جب آریوں کی حکومت تھی تو اس کی ترقی کا یہ عالم تھا کہ اس میں ریلیں جاری تھیں ہوائی جہازوں رات اڑتے تھے، تار اور بے تار خبر رسانی کے سلاسل قائم تھے، اور بجلی کی روشنی سے ہندوستان رات کو بقعہ نور بنا رہتا تھا، اس خرافات نے ہندوؤں کی ذہنیت کو ہر عقلمند کی نظر میں مضحکہ خیز بنا دیا ہے قبل ازیں کہ ہم ہندوؤں سے کسی سیاسی امر میں اشتراک عمل کریں ہمارا فرض ہے کہ ان کے ہر لفظ اور ان کے ہر مقصد کو بغور سمجھیں، ورنہ ڈر ہے کہ کسی مجنونانہ تحریک میں مبتلا ہو کر ہم بھی ان کے ساتھ تباہی کے تیرہ و تار غار میں جا پڑیں، اس وقت ہم لفظ سوراج پر غور و خوض کر رہے ہیں اور پہلے اس کے کہ ہم اس لفظ کو جمہوریت ہند کے لئے نامزد کریں، ہم اس پر متجسسانہ نظر غایر ڈالتے ہیں اور اپنی تحقیق کے نتائج قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ لفظ سنسکرت لٹریچر میں ایسی مطلق العنان استبدادیت کے ہندو راج کیلئے استعمال ہوا ہے، جو ہندو دھرم شاستر کے مطابق شخصی حکومت کے زیر اثر قائم ہو، اس کو رام راج بھی کہا گیا ہے اس راج کا کیا قانون ہے؟ اس کا جواب منو دھرم شاستر سے پوچھیں ہم بھی آخر اس شاستر پر مختصر تبصرہ ہدیہ ناظرین کریں گے، جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سنسکرت لٹریچر جمہوری حکومت کے خیال سے بالکل ناآشنا ہے اور سوراج کا لفظ کبھی جمہوری طرز حکومت کے لئے اس زبان میں کہیں بھی استعمال نہیں ہوا، بلکہ یہ لفظ ایسی شخصی حکومت کے لئے استعمال ہوا ہے، جس کا قانون منو دھرم شاستر ہے اور یہ شاستر قوم کو اخوت اور مساوات کے حقوق دینے کے سخت مخالف ہے، پھر تعجب ہے کہ ہندو کانگرسی لیڈر ظاہر تو یہ کرتے ہیں کہ وہ ہند میں جمہوری حکومت عدل و مساوات کے آئین پر قائم کرنا چاہتے ہیں، لیکن جب اس کا نام تجویز کرتے ہیں، تو ایسا لفظ استعمال کرتے ہیں جو بدترین استبدادی حکومت کے مفہوم کیلئے وضع ہوا ہو افسوس یہ ہے کوتاہ نظری اب اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ وہ ان کو سنسکرت زبان کی چہار دیواری سے باہر قدم نہیں رکھنے دیتی، وہ یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ جس حکومت کے وہ اراکین ہوں اس کا نام ان کے مذہبی شاستر کے رکھے ہوئے نام کے سوا ہو گو اس نام کا مفہوم سلطنت کے اصول اور غایت کے سراسر خلاف ہو اگر ہندو لیڈر یہ ظاہر کرتے کہ ان کا مقصد ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے اور پھر اس کا نام سوراج یا رام راج رکھتے تو ہمیں ان پر اعتراض نہ ہوتا، ہمیں تو یہ افسوس ہے کہ انھوں نے دعویٰ تو یہ کر رکھا ہے کہ وہ ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں جو مادر ہند کے تمام فرزندوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، کرسٹان ہوں یا سکھ، برابر کا جائز حصہ حکومت میں دے گی اور وہ حکومت ایک مشترکہ حکومت ہوگی لیکن جو نام تجویز کیا جاتا ہے تو ایسا کیا جاتا ہے کہ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا کہ جس حکومت کا یہ نام ہے وہ خالص ہندو راج ہے، علاوہ ازیں ہمارا یقین اور بھی مستحکم ہو جاتا ہے جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس ہی نام سے کانگرسی لیڈروں کا غالب عنصر انتہا پسند ہندو ہے اور وہی اس مشین کے چلانے والے ہیں، انھوں نے یہ لفظ سوراج اس کے سراسر خلاف مفہوم میں بے غرض نہیں استعمال کیا اس کی تہ میں بہت سے اسرار ہیں، اور آج ہم ان سربستہ رازوں کو طشت از بام کرتے ہیں، اور قوم کو اس ہندو تحریک کا اصلی فوٹو دکھلاتے ہیں، جس کی تہ میں ۲۷ کروڑ ہندوستانیوں کو غلام بنانے کی ایک گہری سازش ہے تاکہ موجودہ کانگرس اور اس کے سوراج کی حقیقت سے باخبر ہو کر قوم اپنے بچاؤ کی فکر کرے ورنہ ڈر ہے کہ ہلاکت اور تباہی سے ان ستائیس کروڑ کو دو چار ہونا پڑے گا، یا غلامی کا طوق گلے میں ڈال کر — ذلت کی زندگی بسر کرنی ہوگی اس میں تو شک نہیں کہ کانگریس ہندوستان کو انگریزوں کی حکومت سے آزاد کرانا چاہتی ہے خواہ وہ ڈمینین اسٹیٹس کی آڑ لے خواہ کامل آزادی کا نعرہ لگائے ہر صورت میں اصلی غرض اور غایت ایک ہے اور وہ انگریزوں کی حکومت کا جوا کندھوں سے اتار پھینکنا ہے لیکن اس میں اب کوئی شبہ نہیں رہا کہ اس کی غرض یہ سمجھو کہ ہندوستان میں ایک جمہوری حکومت قائم کرنا ہے جس میں ہندو، مسلمان، سکھ، جین، عیسائی پارسی اور یہودی کو مساوات کے ساتھ حکومت میں حصہ ملے گا، اور سب کو آزادی کے ساتھ اپنے وطن کی فضا میں امن و سکون کے ساتھ کسب معیشت کا موقعہ دیا جائے گا، بالکل غلط ہے کانگریس فی الحقیقت سوراج کے نام سے خالص ہندو راج قائم کرنا چاہتی ہے، خود لفظ سوراج ہی کانگریس کے اس پوشیدہ ارادہ کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے، بھلا جس قوم کی ذہنیت کا یہ عالم ہو کہ وہ سلطنت کا نام رکھنے میں بھی برائے نام اپنی آزاد خیالی اور رواداری کا ثبوت نہ دے تو ہم اس سے کیسی امید رکھ سکتے ہیں، کہ وہ ہم پر قابو پانے کے بعد اپنے قدیم متعصبانہ رویہ کو اور بھی سخت نہ کرے گی اور جس طرح اس نے ہم سے پہلے ہندوستان کے قدیم باشندوں کو جو کسی وقت صاحب تاج و تخت تھے، قابو پانے پر ہمیشہ کو پشت در پشت کی دائم غریبی غلامی کے طوق و زنجیر میں جکڑ دیا جس سے کسی طرح نجات اس وقت تک ان کو نہیں ملی، تو پھر کس موقع پر مطمئن ہوں، اور کس طرح یہ سمجھ لیں کہ ہم اس مصیبت سے بچ سکیں گے،

ہندوؤں کی مضحکہ خیز ذہنیت - اس وقت جبکہ دنیا مادی ترقی کی راہ پر نہایت تیزی سے گامزن ہے اور سائنس کے کارنامے عالم کو حیرت میں ڈال رہے ہیں، پرانے اور بوسیدہ مذہبی ڈھکوسلے جدید انکشافات کی روشنی میں صفحہ خاطر سے محو ہو رہے ہیں۔

صرف وہی مذہب اس دور ترقی میں روشن سے روشن تر ہو سکتا ہے جس کے عقائد اور احکام بالکل فطرت کے مطابق ہوں اور وہ صرف اسلام ہے جس کی ترقی دن دونی اور رات چوگنی ہوتی جاتی ہے باوجودیکہ بہت سے ممالک میں اب اس کی حکومت ظاہری نہیں رہی ہے لیکن اس کی حکومت دلوں پر پہلے سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ وہ دین فطرت کے مطابق ہے حیرت کا مقام ہے کہ اس دور جدید میں ہندوؤں نے یہ غور کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی، کہ برہمن کو یہ اختیار دینے والی قوم کہ برہمن آقا، شودر غلام کا مال چھین سکتا ہے یعنی ہر برہمن جو ہر ایک شودر کا آقا ہے، مال چھین سکتا ہے (منو ۸/۴۱۷) کیونکر سوراج کی مستحق ہے،

شودر کا بہترین کام - شودر کے لئے برہمن کی خدمت کرنا ہی بہترین کام ہے اس کے سوا کوئی بات بھی اس کو فائدہ نہیں دے سکتی (منو ۱/۱۲۳)، شودر کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ برہمن کی، جو وید کا عالم ہو اور گھر باری ہو خدمت کرتا رہے اور اسی پر اسکی آخرت کی بہبودی منحصر ہے، اگر وہ پاک صاف رہے، آپ سے اعلیٰ ذات والوں کا فرمان بردار رہے، گفتگو میں نرم ہو، کبھی غرور نہ کرے، ہمیشہ برہمنوں کی پناہ میں رہے، تب کہیں اس کو آئندہ جنم میں اعلیٰ برن میں جنم مل سکتا ہے (منو ۹/۳۳۴-۳۳۵)

حق خدمت - بچا کچا کھانا اور اترے ہوئے پرانے کپڑے اس کو دینا چاہئیں۔ (منو ۱/۱۲۵)

شودر کو دھرم شاستر پر عمل کرنے کا حق نہیں ہے

شودر کو دھرم شاستر پر عمل پیرا ہونے کا بالکل حق نہیں ہے (منو ۱/۱۲۶)

شودر مال و دولت جمع نہ کرنے پائے - شودر مال و دولت ہرگز ہرگز نہ جمع کر سکے، اگرچہ وہ ایسا کرنے پر قادر بھی ہو

KHILAFAT LIBRARY

کیونکہ شودر جب دولت جمع کر لیتا ہے تو برہمن کو ستاتا ہے (منو ۱۰/۱۲۹)

برہمن شودر کو مشورہ نہ دے اور نہ اپنا جھوٹا کھانا دی وغیرہ

(برہمن) شودر کو نہ تو مشورہ دے اور نہ اپنا جھوٹا پرشاد دے اور نہ وہ گھی دے جو دیوتاؤں کو نذر چڑھایا گیا ہو اور اس کو دھرم شاستر کبھی نہ سکھلائے، کیونکہ جو شودر کو دھرم شاستر سکھلاتا ہے تو وہ سکھلانے والا اور وہ شودر دونوں اس نرک میں یعنی دوزخ میں ڈوبیں گے جس کو "اسما ورتا" یعنی غیر محدود کہتے ہیں (منو ۴/۸۰-۸۱)

شودر کو دنیا میں سزا - اگر شودر اعلیٰ ذات والے کو مغلظ گالی دے تو اس کی زبان کاٹ لی جائے، کیونکہ وہ برہما کے اسفل ترین حصہ سے پیدا ہوا ہے، اگر وہ حقارت سے اعلیٰ ذات والوں کے نام اور قوم کو پکارے تو دس انگل لانبی سرخ گرما گرم لوہے کی سلاخ اس کے موہنہ میں ٹھونس دینی چاہیئے، اگر وہ غرور میں آکر برہمن کو اس کے فرائض بتلا دے، تو راجہ کو چاہیئے کہ گرما گرم کھولتا ہوا تیل اس کے منہ اور کانوں میں ڈال دے۔

جس عضو سے شودر کسی اعلیٰ ذات والے کو ستاوے تو وہی عضو ضرور بالضرور کاٹ ڈالا جائے، یہی منو (۸/۲۷۰-۲۷۲) کا حکم ہے ہاتھ یا لکڑی اٹھاوے، تو ہاتھ کاٹ دو، غصہ میں اپنے پیر سے ٹھکرا دے تو پیر کاٹ دو، نیچ ذات اگر اعلیٰ ذات والے کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرے، تو اس کے کولے پر داغ لگا کر اسکو جلاوطن کر دو یا راجہ اسکا یہ حصہ ہی کٹا دے، اگر غرور سے شودر اعلیٰ ذات والے پر تھوک دے تو راجہ حکم دے کہ اس کے دونوں ہونٹ کاٹ ڈالے جائیں، اگر وہ اس پر پیشاب کر دے تو اس کا یہ حصہ کاٹ ڈالا جائے، اور اگر اس کی طرف گوز مارے، تو ....، اگر شودر اعلیٰ ذات والے کے بال پکڑ لے، تو راجہ کو چاہیئے کہ بلا تامل اس کے دونو ہاتھ کٹوا دے، اور اسی طرح اس کے دونوں ہاتھ اس وقت بھی کٹوا دے جبکہ شودر اس کے پیر یا داڑھی یا گردن پکڑے (منو ۸/۲۷۹ تا ۲۸۳)

شودر چنڈال اور سوپچ کی بود و باش وغیرہ - چنڈال اور سوپچ وغیرہ شودروں کی بود و باش گاؤں سے باہر ہونی چاہیئے ان کو رکابی نہ رکھنے دیجائے، ان کی دولت صرف کتے اور گدھے ہوں، ان کے کپڑے صرف مُردوں کے اُترے ہوئے بوسیدہ چیتھڑے ہوں، ان کے برتن ٹوٹے پھوٹے ٹھیکرے ہوں، اور سیاہ زنگ آلود لوہے کا وہ زیور پہنیں اور ان کو ہمیشہ مارے مارے پھرنا چاہیئے۔ (منو ۱۰/۹۹)

شودر اور دھرم شاستر - شودر کو مقدس دھرم شاستر سے کچھ تعلق نہیں، اس کو دھرم شاستر پر عمل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے، وہ صرف اپنے خدمت گذاری کے فرض منصبی کو کرتا رہے اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے (منو ۱۰/۱۲۶)

برہمن کے ہاتھ سے شودر کا قتل اور اس کا کفارہ

ایک بلی، مینڈک، کتے، گرگٹ، الو یا کوے کے مارنے کا کفارہ اتنا ہی ہے جتنا کہ ایک شودر کے قتل کرنے کا اور وہ یہ کہ صرف تین رات دودھ پی لے یا تین کوس چل پھر لے، یا کسی ندی میں نہا لے یا پانی منتر جپ لے، (منو ۱۱/۱۳۲-۱۳۳)

یہ چند منتر وہ ہیں جو شودروں کے بارے میں منو دھرم شاستر سے ہم نے لکھے ہیں، اور اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں، کہ جس قوم کا مذہبی قانون ایک زبردست رعایا کے پریشان حال گروہ کے ساتھ اتنا سخت ظالمانہ ہے، تو کیا وہی قوم جواب تک اسی قانون کی حقانیت کی معترف ہو رہی ہے، ہند کے ایک جمہوری نظام حکومت میں ایک غالب رکنیت کی پوزیشن حاصل کرنے کی مستحق ہے؟ میرے اور انصاف پسندوں کے خیال میں جس قوم کی ذہنیت ایسی پستی کی حالت میں ہو، اس کو اس وقت تک جمہوریتہ ہند کی تحریک میں معمولی رکنیت بھی نہ دیجائے، جب تک کہ وہ پہلے اس ظالمانہ مذہبی تعلیم سے بیزاری کا اظہار نہ کر دے اگر وہ اس قسم کے اعلان بیزاری کئے بغیر ایسی قومی سیاسی تحریک میں حصہ لے گا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی چال سے قوم کو دہوکہ دے کر آیندہ ایسی مشکلات پریشانیاں ترقی کی راہ میں پیدا کر دے گا، جن کا دور کرنا کارے دارد۔

نئے سوراج کا پہلا دور - جبکہ احمد نگر اور بیجاپور کی سلطنتوں کو اورنگ زیب عالمگیر ہند کی مرکزی سلطنت میں جذب کر رہا تھا، سیواجی ایک ہندو راج کی بنیاد ڈال رہا تھا جسے اس کے حاشیہ نشین کوکنی برہمنوں نے سوراج کے نام سے نامزد کیا تھا، چنانچہ سیواجی کے جانشین ساہو کے عہد میں پیشوا بالاجی وشوناتھ نے سلطنت مغلیہ سے سوراج کو باقاعدہ منوا لیا اور دکن سے چوتھ وصول کرنے کی اجازت بھی دربار شاہی سے حاصل کر لی۔

(ملاحظہ ہو امپیریل گزٹیر آف انڈیا، دی انڈین امپائر جلد دوم باب ۱۲ صفحہ ۳۴۳)

یہ امر خاص طور پر توجہ طلب ہے کہ معاہدہ میں جو درمیان مرہٹہ حکومت کے اور سلطنت مغلیہ کے ہوا تھا، مرہٹہ راج کے لئے لفظ سوراج تحریر میں آتا تھا، (ملاحظہ ہو رائز آف دی بامبے پریسیڈنسی جلد اول حصہ دوم)

ملاحظہ ہو اسٹیٹ پیپرس مرہٹہ سریز جلد سوم

ملاحظہ ہو۔ ہسٹری آف دی مرہٹاز ۳ جلد مطبوعہ ۱۸۲۶ء مصنفہ جی گرانٹ ڈف۔

ملاحظہ ہو، گزٹیر آف دی بامبے پریسیڈنسی جلد اول حصہ دوم،

اب دیکھنا یہ ہے کہ سوراج جو آج سے صدہا برس پہلے قائم کیا گیا تھا، کیا یہ ایک جمہوری نظام حکومت تھا، کیا اس کا مفہوم وہی تھا جو آج کانگریس کے پلیٹ فارم پر بیان کیا جاتا ہے نہیں! ہرگز نہیں!! سیواجی اور اس کے جانشین جمہوریت کے نام سے بھی آشنا نہ تھے، انھوں نے جو سلطنت سوراج کے نام سے قائم کی تھی، اس کا مقصد ہندو راج قائم کرنا تھا جس کی استبدادیت کے حالات سب پر روز روشن کیطرح عیاں ہیں،

سوراج ایک سنسکرت لفظ ہے جس کے لغوی معنی "اپنے راج" کے ہیں یعنی مسلمانوں کی بجائے اپنا یعنی ہندوؤں کا راج قائم کرنا اس کو "رام راج" سے بھی تعبیر کیا ہے، شیواجی نے جو راج "سوراج" کے نام سے قائم کیا تھا، اس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اس ملک میں امن و امان نہیں قائم کیا،

اس سوراج نے مسلمانوں کو قتل کیا، جہاں موقعہ ملا خود ہندوؤں کو لوٹا کھسوٹا، ان سوراجی سورماؤں نے وہ وہ مظالم ڈھائے ہیں جن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، جب یہ لوگ تاخت و کرتے ہوئے گاؤں میں جاتے تھے، تو جو کچھ نقد جنس ان کے سامنے آتا، سب ہی لوٹ لیتے تھے، پھر گاؤں والوں کو ڈرا دھمکا کر ان سے وصول کرتے، یہاں تک ظلم و تشدد سے کام لیتے کہ غریبوں کی انگلیوں پر چیتھڑے باندھکر تیل ڈالکر روشن کر دیتے اور کہتے جب تک اپنے مخفی خزانے نہ بتاؤ گے ہم تمھیں نہیں چھوڑیں گے، نہ معلوم اس طرح عذاب دے کر کس قدر جانیں ان ظلمبرداران سوراج نے لی تھیں، المختصر ان سوراجیوں کی تاخت نے تمام دکن اڑیسہ، وسط ہند، اور راجپوتانہ میں امن و امان کو مفقود کر دیا تھا، بنگال تک ان کی دھاک بیٹھ گئی تھی، اودھ اور پنجاب پر ان کے حملے ہونے لگے تھے، اس سوراج نے ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت ہند کو جو رواداری سے اس ملک پر حکمرانی کرتی

KHILAFAT LIBRARY

تھی، مٹانے اور برباد کرنے میں بہت کچھ حصہ لیا تھا لیکن آخرکار پانی پت کی آخری فیصلہ کن اور خون آشام لڑائی میں احمد شاہ درانی کی شمشیر نے اس سوراج کا خاتمہ کر دیا اور یہ سودائے خام جو عرصہ سے پریشان کر رہا تھا، اس افغانی شمشیر کی ضرب سے نکل گیا،

اس ہندو مسلم کشمکش میں ہندوستان کی حکومت انگریزی تسلط میں چلی گئی، اور یہ دونوں قومیں باہمی ناچاقی اور خانہ جنگی کی سزا میں ایک بالکل اجنبی حکومت میں ہو کر آزادی کی برکتوں کو کھو بیٹھیں، لیکن یہ غلامی مسلمانوں اور آدھی ہندوؤں کے حق میں اس سوراجی غلامی سے کہیں بہتر تھی اور ہے جس نے ان کیلئے دنیا ہی کو دوزخ بنا دیا تھا، کیونکہ ان دونوں بڑے گروہوں کو اپنی حالت درست کرنے اور ہندو راج کی استبدادیت سے نجات پانے کا کافی موقع مل گیا تھا، اب اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا خود ان کا کام ہے۔ (الخلیل)

جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء کے اہم کوائف مختصر الفاظ میں

انتظامی اور دیگر امور

الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ - جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۹۲۹ء مرکز سلسلہ میں ۲۷ر دسمبر شروع ہو کر ۲۹ر کو بخیر و خوبی اختتام کو پہونچا،

موسمی حالت - گذشتہ سال چونکہ جلسہ کے ایام میں بارش کی وجہ سے بہت بے لطفی پیدا ہو گئی تھی، اور ہزاروں اصحاب کو جو دور دراز سے تشریف لائے تھے بہت تکلیف اٹھانا پڑی تھی، اس لئے اب کے جب دسمبر کے نصف اول میں خوب کھل کر بارش ہو گئی، تو خیال کیا گیا، کہ جلسہ کے موقعہ پر بارش تکلیف کا باعث نہ بنے گی لیکن اس کے بعد ایک دفعہ اور بہت زور کی بارش ہوئی اور مطلع صاف ہو جانے کے بعد ۲۵ر دسمبر پھر ابر گھر آیا، اور کسی قدر بارش بھی برسی جس سے خطرہ پیدا ہو گیا، کہ اس دفعہ بھی جلسہ کے ایام گذشتہ سال کی طرح ہی نہ گذریں،

قبولیت دعا - ۲۰ر دسمبر جمعہ کے دن جبکہ بارش برس رہی تھی، حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے بعد ارشاد فرمایا، کہ چونکہ بارش کافی ہو چکی ہے اور جلسہ سالانہ کے دن قریب آ رہے ہیں، اس لئے دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ مطلع صاف کر دے حضور نے خود بھی دعا فرمائی جس کی قبولیت کا ثبوت ۲۶ر دسمبر کی صبح کو مل گیا، جبکہ رات کو گہرا ابر ہونیکے بعد صبح مطلع بالکل صاف تھا اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۹ر دسمبر تک جو کہ جلسہ کا آخری دن تھا، بالکل صاف رہا۔ خوب دھوپ نکلتی رہی، اور ہزارہا انسانوں کا مجمع سردی کے ان انتہائی ایام میں بہت آرام سے فیوض جلسہ سے مستفیض ہو سکا، الحمد للّٰہ!

دور دراز کے مہمان - جلسہ سالانہ کے لئے ہندوستان کے ہر حصہ اور ہر طبقہ کے لوگوں کے علاوہ بیرونی ممالک کے اصحاب بھی تشریف لائے، چنانچہ سماٹرا کے اصحاب جو کچھ عرصہ ہوا آئے تھے، شامل جلسہ تھے، نیز افریقہ سے ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا، اور ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب معہ اہل و عیال صرف جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے۔

اگرچہ ویک انڈ کی رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے مہمانوں کی کثیر تعداد ۲۶ر کی شام اور ۲۷ر کی صبح کو پہونچی لیکن اس سے کئی دن قبل بنگال، مالابار، یو۔پی، بمبئی، اور کلکتہ کے علاقوں کے اصحاب آنے شروع ہو گئے تھے، ۲۶ سے معمولی گاڑیوں کے علاوہ محکمہ ریلوے نے اسپیشل ٹرینیں بھی چلائیں جن کی وجہ سے مہمانوں کو بہت سہولت رہی۔

مہمانوں کی آسائش کا انتظام - مہمانوں کی آسائش کے لئے قادیان کے اسٹیشن پر والنٹیروں کا انتظام کرنے کے علاوہ بٹالہ اور امرتسر کے سٹیشنوں پر بھی انتظام تھا جہاں ہر طرف سے آنے والے اصحاب کا اجتماع ہوتا تھا، اور انھیں سہولت بہم پہونچانے کے لئے ہر ممکن امداد دی جاتی تھی، امرتسر کے اسٹیشن پر جناب ناظر صاحب ضیافت کی طرف سے احباب کرام کے خیر مقدم کا ایک مطبوعہ اشتہار تقسیم کیا گیا جس میں بعض ضروری ہدایات بھی درج کی گئی تھیں۔

جلسہ گاہ - جلسہ گاہ کا رقبہ ۱۲۵ × ۱۲۵ فٹ تھا اور ۱۳ سیڑھیوں کی گیلریاں چاروں طرف بنائی گئی تھیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللّٰہ تعالیٰ کی تقریر کے وقت تمام جلسہ گاہ اس طرح بھر جاتی کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نظر نہ آتی۔

مہمانوں کی تعداد - کل مہمانوں کا اندازہ از روئے پرچی خوراک ۲۸ر دسمبر کی رات کو جو کہ جلسہ کا درمیانی دن تھا، سترہ ہزار تین سو سولہ تھی، گذشتہ سال یہ تعداد جلسہ کے درمیانی دن سولہ ہزار آٹھ سو پچاسی شمار کی گئی تھی، اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس کے کہ بہت سے لوگوں کو خاص حالات کی وجہ سے چھٹی نہ مل سکی مہمانوں کی تعداد میں گذشتہ سال سے اضافہ تھا،

حسن انتظام - باوجود مہمانوں کی اتنی کثرت کے کھانا حسن انتظام کے ساتھ ایسے وقت پر کھلا دیا جاتا تھا کہ احباب مقررہ وقت پر جلسہ میں شامل ہو سکیں، یہ اہتمام بہت مکمل رہا، سوائے اس کے کہ ۲۸ر دسمبر کی شام کو بیرون قصبہ روٹیوں کی کمی واقعہ ہو گئی، مگر جلد سے جلد اندرون قصبہ سے روٹیاں بھجوا دی گئیں،

ہر طرح کا امن و امان - یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ اتنے بڑے مجمع میں کوئی ناگوار حادثہ رونما نہیں ہوا، اور نہ راستہ میں مہمانوں کے متعلق کوئی ایسی بات سننے میں آئی، کثرت ہجوم کی وجہ سے بعض چھوٹے بچے کھوئے جاتے رہے لیکن جلد مل جاتے تھے،

انتظام جلسہ - جلسہ کی انتظامی صورت یہ تھی، کہ افسر اعلیٰ جناب میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت تھے جن کے ماتحت اندرون قصبہ مولانا سید سرور شاہ صاحب اور بیرون قصبہ خان عبداللہ خان صاحب ناظم جلسہ تھے، ان کی زیر نگرانی ہر ایک صیغہ کے علیحدہ علیحدہ افسر تھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالیٰ سے ملاقات اور بیعت وغیرہ کا انتظام شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکریٹری کے سپرد تھا، اور جلسہ گاہ میں تقریروں وغیرہ کا انتظام جناب چوہدری فتح محمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ کی نگرانی میں تھا، بوجہ بارش چونکہ کسیر کافی مقدار میں جمع نہ کی جا سکی اسلئے اس کمی کو ایک حد تک صفوں کے ذریعہ پورا کیا گیا، عام طور پر گائے کا گوشت پکتا رہا، البتہ بیماروں اور گائے کا گوشت نہ کھانے کی عادت رکھنے والوں کے لئے بکرے کے گوشت کا بھی انتظام تھا، صبح کے وقت عام طور پر دال اور شام کو گوشت دیا جاتا تھا،

روشنی - چونکہ اندھیری راتیں تھیں اس لئے اندرون قصبہ کی عام گذرگاہوں کے علاوہ اسٹیشن سے لے کر قصبہ تک کھمبے گاڑ کر لیمپ لگا دیئے گئے تھے، منارۃ المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی، جو محلہ دارالرحمت کے مکانوں تک پہنچی تھی، ریلوے والوں نے اسٹیشن کے اندر اور باہر گیس کی روشنی کا انتظام کیا

اور بٹالہ سٹیشن پر بھی ایسا ہی انتظام تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اور انتظامات جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ شروع ہونے سے قبل بہ نفس نفیس تمام انتظامات کا ملاحظہ فرمایا، حتیٰ کہ حضور جلسہ گاہ اور سٹیشن پر بھی انتظامات دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے، پھر روزانہ تمام امور کی مفصل رپورٹ منتظمین کی طرف سے حضور کی خدمت میں پیش ہوتی اور حضور اپنی ہدایات کے ذریعہ منتظمین کی رہنمائی فرماتے، اسی طرح تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد جلسہ گاہ کی رپورٹ بھی حضور کی خدمت میں بھیجی جاتی۔

۲۷؍دسمبر سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے جلسہ پر تشریف لانے والے اصحاب کی ملاقات خاص انتظام کے ماتحت شروع ہوئی جس کے اوقات صبح ۷½ سے ۹½ بجے تک اور رات ۷½ بجے سے رات کے ۳ بجے تک تھے،

۳۰؍دسمبر تک بیعت کرنے والوں کی تعداد پانچ سو کے قریب پہونچ گئی۔

جدّت - اب کے روزانہ لیکچروں کا پروگرام الگ الگ شائع کیا گیا، جس میں لیکچروں کے متعلق مختصر نوٹ بھی درج ہوتے تھے، تاکہ احباب لیکچر سننے سے قبل اس کے متعلق بعض اہم امور سے آگاہ ہو جائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سٹیج پر تشریف لانے اور تشریف لے جانے پر اللہ اکبر کے نعرے نہایت زور سے بلند کئے جاتے، جن سے مجمع میں نہایت خوشگوار گونج پیدا ہو جاتی۔

خواتین کا جلسہ - یہ جلسہ علیحدہ جلسہ گاہ میں منعقد ہوتا رہا۔ اور ۳۰؍دسمبر کو بھی اس کی کارروائی جاری رہی، ایام جلسہ میں خواتین کی دستکاری کی نمائش بھی زیر انتظام مرکزی لجنہ اماء اللہ کی گئی، اور ۲۶؍دسمبر کو کچھ گھنٹے ایک آنہ ٹکٹ پر مردوں کو بھی نمائش دیکھنے کا موقعہ دیا گیا۔ نمائش کی چیزیں اگرچہ تعداد میں اتنی زیادہ نہ تھیں، لیکن بعض نہایت نفیس اور عمدہ تھیں۔

محکمہ ریلوے - محکمہ ریلوے نے مسافروں کو سہولت بہم پہونچانے میں حتی المقدور کوشش کی۔ ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے صاحب کی طرف سے ایک اشتہار بھی شائع ہوا جس میں اپنے تجارتی نقطۂ نگاہ سے لوگوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک کی گئی، قادیان کے اسٹیشن پر زائد عملہ متعین کیا گیا، اور سپیشل گاڑیاں چلائی گئیں، روشنی کا معقول انتظام کیا گیا مگر بعض مقامات کے متعلق معلوم کر کے افسوس ہوا کہ ۲۶ تاریخ ویک انڈ ٹکٹس حاصل کرنے میں دقت پیش آئی، اور سٹیشنوں سے اس دن ٹکٹ نہ مل سکے، اس کے متعلق محکمہ ریلوے کو خاص طور پر بھی توجہ دلائی جائے گی، امید ہے کہ اس بارے پوری تحقیقات کی جائے گی۔

جلسہ سالانہ کے انتظامی صیغہ جات - خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے سالانہ جلسہ کا انتظام جس قدر وسعت پذیر ہو چکا ہے اس کا اندازہ ان صیغہ جات سے لگایا جا سکتا ہے جو ایام جلسہ میں دن رات اپنے اپنے متعلقہ فرائض نہایت سرگرمی اور تن دہی کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں، سنہ ۱۹۲۹ء کے جلسہ سالانہ کے لئے جو صیغہ جات مقرر کئے گئے ان کے نام یہ ہیں:-

(۱) دفتر افسر جلسہ (۲) دفتر افسر سٹیج (۳) انتظام ملاقات حضرت اقدس (۴) سٹور (۵) ناظم جلسہ (۶) ناظم سٹور (۷) انتظام مہمان نوازی (۸) استقبال امرت سر، بٹالہ (۹) استقبال قلعیان (۱۰) انتظام صفائی برتن (۱۱) انتظام مکانات (۱۲) انتظام روشنی (۱۳) انتظام صفائی، (۱۴) انتظام آب رسانی (۱۵) انتظام اجرائے پرچی خوراک، (۱۶) انتظام پہرہ لنگر خانہ (۱۷) انتظام دیگ (۱۸) انتظام تنور، (۱۹) انتظام تقسیم روٹی۔ (۲۰) انتظام تقسیم سالن، (۲۱) انتظام تقسیم پرہیزی، (۲۲) انتظام بازار (۲۳) طبی انتظام (۲۴) انسپکٹر (۲۵) منتظم مستورات، (۲۶) افسر سپلائی۔

یہ اندرون قصبہ کے صیغہ جات تھے جن میں سے پہلے تین صیغے چھوڑ کر باقی تمام صیغے بیرون قصبہ میں بھی قائم تھے، ہر ایک صیغہ کا الگ الگ افسر، اس کا نائب اور متعدد معاونین مقرر تھے۔

ان کے علاوہ جہاں جہاں مہمان ٹھہرائے جاتے ہیں وہاں ایک مہمان نواز ایک مہمانوں کا نمائندہ ایک مانیٹر اور کئی معاونین نامزد کئے جاتے ہیں، اندرون قصبہ میں ۲۶ ایسے وسیع مکانات تھے جہاں یہ انتظام تھا اور بیرون قصبہ ۱۶ علاوہ ازیں جو مہمان لوگوں کے گھروں میں ٹھہرے ہوئے تھے ان کی خدمات کا فرض گھر والے ادا کرتے تھے،

مردوں کے علاوہ عورتوں کے متعلق بھی وسیع انتظامات کئے گئے تھے۔

جو مکانات عورتوں کی رہائش کیلئے مخصوص کئے گئے تھے ان کے لئے عورتیں ہی مہمان نواز مقرر کی گئیں، انتظام روشنی انتظام صفائی برتن، انتظام آب، انتظام تقسیم کھانا، صفائی سٹور ان سب کاموں پر عورتیں متعین تھیں۔

جلسہ کے تمام انتظامات کے متعلق افسر صاحب جلسہ نے کارکنوں کے لئے آٹھ صفحہ کی تحریری ہدایات جاری کیں اور مہمانوں کی خدمت گزاری پر خاص طور سے زور دیا۔

الحمدللہ! کہ تمام کارکنوں نے نہایت سرگرمی اور جان فشانی سے اپنے اپنے متعلقہ فرائض ادا کئے اور مہمانوں کو آرام پہنچانے کے لئے اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، خدائے تعالیٰ انھیں جزائے خیر اور اجر عظیم بخشے۔ آمین۔ (الفضل)

KHILAFAT LIBRARY

The Deaf Hear!

Sufferers from Deafness, Noises in the Head, or Nasal Catarrh, should not fail to try the "AURAL HERB COMPOUND." This old-fashioned Herbal Remedy has permanently overcome numerous very severe and long-standing cases.

A Doctor says:—
"I frequently prescribe it to my patients, with highly satisfactory results."
Recommended with utmost confidence.

PRICE Rs 3/-/- per Box,
Post free anywhere.
Descriptive leaflets free.

ADDRESS:— AURAL MEDICATION Co.
160, BIRKBECK ROAD, BECKENHAM, ENGLAND.

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف ادویات

KHILAFAT LIBRARY

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے - اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکما فریفتہ ہیں اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں، ضعف بصر، ککرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیابند غرضکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت تیز کرتا اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اسکا استعمال رکھینگے، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ) محصولڈاک الگ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سکریٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل کئی قیمتی سرمے استعمال کئے گئے، مگر کچھ فائدہ نہوا لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب بیماری اور کمزوری دور ہوگئی، ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی، اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے کہنے کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض سے آپ تک پہونچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے - اکسیر البدن جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کے دور کرنیکا ایک ہی علاج ہے، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے، اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں، اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کردیں، ایکماہ کی خوراک کی قیمت پانچروپے

مکرم جناب شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپکو یہ لکھ رہا ہوں، میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ کی شکایت تھی، اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا، میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی، اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا، میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ:-

"میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی، میں نے استعمال کرنی شروع کردی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہوگئی، الحمد للہ! اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے، بھوک خوب لگتی ہے، جو کھاؤں سو ہضم، چہرہ پر بشاست اور جسم میں چستی، غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں، نہایت اعلیٰ دوا ہے، ایک شیشی اور روانہ کردیں"

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی، اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے، میں جب خود ولایت میں تھا، تو عزیز محمد داؤد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا، اس کی صحت مخدوش تھی، اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا، مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ سے ان خطرات سے بچالیا، اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے خدا تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے، یہ دوائی فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں،

اکسیر معدہ - یہ امراض معدہ و سینہ کا لاثانی علاج ہے، اور بکثرت دودھ، گھی ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ تمام بیماریوں کی جڑ کمزور معدہ ہے، اگر آپکو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے، تو آپ کیلئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں، ورنہ مرغن، لذیذ اور مقوی غذائیں بھی محض وبال جان ہیں، یہ اکسیر معدہ ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، اپھارہ، بادگولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، قے، جی متلانا، جگر و تلی کا بڑھجانا، سر چکرانا، آنکھ و دماغ کی کمزوری، گرمی کی شدت، پیاس کا زیادہ لگنا، ہاتھ پاؤں کا گرم رہنا، کرم شکم، قبض، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ وغیرہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، بالائی، مکھن، گھی، گوشت، انڈے وغیرہ مرغن اور مقوی اشیاء ہضم کرنیکی لاثانی دوا ہے، ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ گھی روزانہ ہضم ہوجاتا ہے، خون صالح پیدا ہوکر چار پانچ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت اور قوت مردمی کو بدرجہ غایت بڑھاتی ہے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے، خوراک ۴ رتی، قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے، صرف دو روپے (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت - مکرم میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کی متعلق لکھتے ہیں، کہ کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایت رفع ہوگئی، اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں، اور مزید درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرماویں، مشکور ہونگا، اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے۔

موتی دانت پوڈر - ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ میلے اور خراب دانت جملہ امراض کا گھر ہیں، یہ پوڈر نہ صرف یہی کہ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا کر، بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کریگا، بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناکر جملہ امراض دندان گوشت خورہ، خون یا پیپ کا آنا وغیرہ سے نجات دے گا، قیمت فی شیشی ایک روپیہ، محصول ڈاک علاوہ۔

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت - جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا، مفید پایا، علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑہوں کے عوارض کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔

ست سلاجیت - خون پیدا کرتی اور قوت جسمانی کو بڑھاتی، ابتدائی سل و دق، دمہ، کھانسی، ریزش، کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے، مرد و عورت، بچے، بوڑھے سب کیلئے یکساں مفید اور ہر موسم میں استعمال ہوسکتی ہے، ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی، قیمت فی چھٹانک ایکروپیہ بارہ آنے

جناب میرزا محسن بیگ صاحب نقشہ نویس بھٹنڈہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپکی ارسال کردہ ست سلاجیت بہت مفید ثابت ہوئی، براہ کرم دو چھٹانک اور بھیجدیجئے۔

نوٹ چونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جاسکتا، اسلئے غیر ممالک کے اصحاب کو آرڈر دیتے وقت رقم ادویات اور محصول ڈاک بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجنا چاہئے

(ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور پنجاب)